REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPERS FOR INDIA AT NO. R. N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3.

جلد ۲۶   شمارہ ۴

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

نائبین: جاوید اقبال اختر ۔ محمد انعام غوری

شرح چندہ: سالانہ ۱۵ روپے ۔ ششماہی ۸ روپے ۔ ممالک غیر ۳۰ روپے ۔ فی پرچہ ۳۰ پیسے

ہفت روزہ بدر قادیان

THE WEEKLY BADR QADIAN PIN 143516

۶ صفر ۱۳۹۷ ہجری   ۲۷ صلح ۱۳۵۶ ہش   ۲۷ جنوری ۱۹۷۷ ع

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۴ صلح (جنوری) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مؤرخہ ۲۲ جنوری کے الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ

" حضور کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ۔ الحمد للہ "

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی ۔ درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں ۔

ربوہ ۲۲ جنوری ۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق اطلاع ہے کہ آپ کو " ضعف اور بے چینی کی تکلیف رہی ۔"

(۲) محترمہ صاحبزادی امۃ السلام بیگم صاحبہ بنت حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی حالت " اللہ تعالیٰ کے فضل سے کچھ بہتر ہے ۔ مگر ابھی خطرے سے باہر نہیں ہے ۔"

(۳) محترم نواب مسعود احمد خان صاحب کی " طبیعت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہو رہی ہے ۔"

احباب جماعت ہر سہ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کیلئے دعا فرماتے رہیں ۔ باقی

قادیان ۲۴ جنوری ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال و جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں ۔ الحمد للہ !

حضرت الحاج مولانا عبد الرحمٰن صاحبؓ فاضل کی نمازِ جنازہ اور بہشتی مقبرہ میں تدفین!

مقامی احباب جماعت کی بھاری اکثریت کے علاوہ بریلی، شاہجہانپور اور جموں سے آپؓ کے رشتہ داروں نے نمازِ جنازہ اور تدفین میں شرکت کی

اس موقعہ پر قادیان اور مضافات کے کثیر غیر مسلم دوست بھی بغرض تعزیت حاضر رہے!!

قادیان ۲۲ صلح (جنوری) حضرت الحاج مولانا عبد الرحمٰن صاحبؓ فاضل کی نماز جنازہ بوقت اڑھائی بجے بعد دوپہر جنازہ گاہ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے پڑھائی ۔ جس میں مقامی احباب جماعت کی بھاری تعداد شامل ہونے کے علاوہ بریلی، شاہجہانپور اور جموں سے بھی مرحوم مولانا صاحب کے رشتہ داروں نے شرکت کی ۔ اور بعد میں بہشتی مقبرہ کے قطعہ نمبر ۴ خاص صحابہ میں آپ کے جنازہ کو سپردِ خاک کر دیا گیا ۔ اعلی اللہ درجاتہ فی الجنۃ !

جیساکہ اخبار بدر کی گزشتہ اشاعت میں ایک خصوصی ضمیمہ کے ذریعہ احباب جماعت یہ افسوسناک خبر سن چکے ہیں کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور قادیان کے نہایت ہی بزرگ وجود ۔ امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ، حضرت الحاج مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل استاذ الاساتذہ چند روز کی مختصر علالت اور شدید ہارٹ اٹیک کے سبب مؤرخہ ۲۰/۲۱ جنوری کی درمیانی شب پونے دو بجے ۸۴ سال کی عمر میں رحلت فرما گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

اگرچہ آپؓ کے اچانک طور پر علیل ہوجانے پر ہی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں بذریعہ تار دعا کے لئے درخواست کی گئی ۔ اور ساتھ ہی بریلی اور شاہجہانپور وغیرہ مقامات میں بھی اسی طرح کی اطلاعات دیدی گئیں ۔ لیکن جمعہ کے روز جب رات کو خدا تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی ۔ اور حضرت مولانا صاحب اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے تو ان سب مقامات میں بذریعہ تار و فون اطلاع کر دی گئی ۔ اس طرح بریلی اور شاہجہانپور سے آپؓ کے رشتہ داروں کی متوقع آمد کے پیشِ نظر ایک روز کے لئے نماز جنازہ و تدفین کا پروگرام ملتوی کر دیا گیا ۔ چنانچہ آج بارہ ایک بجے تک جب یہ دوست قادیان پہنچ گئے تو حضرت مولانا صاحبؓ کا جنازہ آپؓ کی رہائش گاہ (زنانہ حصہ مکان حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ) سے اُٹھا کر پہلے دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ کے سامنے والے بڑے صحن میں رکھا گیا ۔ جہاں چارپائی کے ساتھ دائیں بائیں لمبے لمبے بانس باندھ دیئے گئے ۔ تا بکثرت کندھا دینے والے حضرات کو سہولت رہے ۔ اُس وقت بھی بہت سے احمدی اور غیر مسلم دوستوں کو آپ کے چہرے کا آخری دیدار کرنے کا موقعہ ملا ۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب جب اس جگہ تشریف لائے تو آپ نے اشکبار آنکھوں سے اپنے بزرگ اور استاد امیر محترم و ناظر اعلیٰ کے ماتھے پر بوسہ دیا اور آپ کو الوداعی سلام کہا مرحوم کی بلندیٔ درجات کے لئے زیرِ لب دعائیں کرتے ہوئے جنازہ اُٹھالینے کا اشارہ فرمایا اور خود بھی کندھا دیتے ہوئے جنازہ گاہ تک پہنچے راستے میں حاضر الوقت سب احباب جماعت اور بہت سے غیر مسلم دوستوں کو بھی باری باری کندھا دینے کا موقعہ ملا ۔

جنازہ گاہ (متصل بہشتی مقبرہ) میں جنازہ پہنچ جانے اور دوستوں کے صفوں میں کھڑے ہوجانے پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے لمبی اور پُرسوز دعاؤں کے ساتھ نمازِ جنازہ پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں احباب جماعت شامل ہوئے ۔ نماز سے فراغت کے بعد پہلے کی طرح باری باری کندھا دیتے ہوئے احبابِ کرام جنازہ کو بہشتی مقبرہ قادیان کے قطعہ نمبر ۴ میں (جو خاص صحابہ کے لئے وقف ہے) پہنچایا ۔ قبر پہلے سے تیار ہو چکی تھی اس لئے آپؓ کے پسران عزیزان مولوی سعادت احمد صاحب و ارادت احمد صاحب اور آپؓ کے پروردہ محمد سلیمان صاحب اور مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب نے جنازہ کو لحد میں اُتارا ۔ لکڑی کے تختوں سے نعش کو محفوظ کر دینے کے بعد مسنون دعائیں اور درود شریف پڑھتے ہوئے محترم صاحبزادہ صاحب کی قیادت میں سب

(آگے صفحہ ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیے !)

حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحبؓ فاضل کی وفات پر

حضرت ناظر صاحب خدمت درویشان کا تعزیتی ٹیلیگرام

قادیان ۲۲ جنوری ۔ حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی و ناظر اعلیٰ قادیان کی کل رات وفات کی اطلاع ملنے پر حضرت ناظر صاحب خدمت درویشان نے جو تعزیت نامہ بذریعہ ٹیلیگرام ارسال فرمایا ہے ۔ وہ درج ذیل ہے :۔

" حضرت مولوی صاحبؓ کی وفات کا معلوم کر کے بہت گہرا صدمہ ہوا ہے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ براہِ مہربانی میری طرف سے جملہ درویشان سے اظہار تعزیت کر دیں ۔

ناظر خدمت درویشان "

۲۲ - ۱ - ۷۷

(اردو ترجمہ)

ملک صلاح الدین ایم ۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان (پن ۱۴۳۵۱۶) سے شائع کیا ۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان ۔

الحاج حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل کی وفات پر

انجمن ہائے صدر انجمن احمدیہ۔ تحریکِ جدید و وقفِ جدید قادیان کی طرف سے

قراردادِ تعزیت

قادیان ۲۳ صلح (جنوری) حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل کی افسوسناک رحلت پر قادیان میں جماعتِ احمدیہ کی ہر سہ انجمن ہائے (صدر انجمن احمدیہ۔ تحریکِ جدید۔ وقفِ جدید) کی طرف سے ایک مشترکہ قراردادِ تعزیت پاس ہوکر بغرض اشاعت بدرؔ موصول ہوئی ہے۔ جسے زیرِ ریزولیشن ۶ غ م / ۲۳-۱-۷۷ صدر انجمن احمدیہ میں ریکارڈ کیا گیا۔ اس تعزیتی ریزولیشن کا متن مکمل طور پر ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

رپورٹ ایڈیشنل ناظرِ اعلیٰ، ایڈیشنل وکیل الاعلیٰ و انچارج وقفِ جدید محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کہ

(۱) حضرت الحاج مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل، صحابی، ناظرِ اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ، وکیل الاعلیٰ تحریکِ جدید انجمن احمدیہ و رُکن وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان، مختصر علالت کے بعد ۲۱ جنوری ۱۹۷۷ء کو (بمطابق ۲۱ صلح ۱۳۵۶ ہش) بعمر چوراسی سال راہیٔ ملکِ بقا ہو گئے ہیں۔ ہم اس عظیم صدمہ پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہتے اور اسی سے صبر و رضا بالقضاء اور استعانت کے طلبگار ہیں۔

خادمِ خاص حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ اپنے ماموں کے باعث آپ نے اپنے عہدِ طفولیت میں حضورؑ کی زیارت کے بکثرت مواقع پائے۔ ایک مقدمہ کے سلسلہ میں آپ نے حضور کی طرف سے تفویض کردہ خدمت بجالائی اور آپ کے بڑے بھائی حضرت ملک "عبداللہ جٹ" صاحب کا نام اور آپ کا نام بھی ۲۸ فروری ۱۹۰۷ء کی پیشگوئی کے گواہوں کے طور پر تتمہ حقیقۃ الوحی (صفحہ ۵۶) میں درج ہیں۔ حضورؑ کی تربیت کا اثر آپ کے قول و فعل میں نظر آتا تھا۔

علمائے سلسلہ حضرت مولوی برہان الدین صاحبؓ اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی وفات پر علماء کے خلا کو پُر کرنے کے لئے حضورؑ نے مدرسہ تعلیم الاسلام میں دینیات کی ایک جماعت کھلوا دی۔ جس میں داخل ہونے والے اوّلین دو طلباء میں سے ایک حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب تھے۔ پھر باقاعدہ مدرسہ احمدیہ کھل گیا۔ اس سے فارغ التحصیل ہوکر ۱۹۱۴ء سے آپ خدمتِ سلسلہ میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ منصبِ خلافت میں ذکر ہے کہ زیرِ انتظام "انجمن ترقیٔ اسلام" گورداسپور میں مولوی عبدالرحمٰن صاحب جو اس سال مدرسہ احمدیہ سے اپنا کورس پورا کرکے نکلے (تھے)" "تبلیغِ اسلام و سلسلہ حقہ میں ہمہ تن مصروف" تھے۔ (سرِ ورق آخر)

مدرسہ احمدیہ میں حضرت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ)، محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب (وکیل الاعلیٰ و وکیل التبشیر) اور اکنافِ عالم میں اعلائے کلمۃ اللہ کرنے والے مبشرین کی ایک کثیر تعداد کے استاذ ہونے کا آپ کو شرف حاصل تھا۔ سلسلہ احمدیہ کی خاطر جرمانہ ادا کرنے کی بجائے قید و بند کی صعوبت جھیلنے کا اعزاز آپ کو ملا جبکہ ناجائز طور پر پولیس نے چالیس بیالیس سال پہلے قدیم قبرستان میں ایک شخص کی تدفین کرواتے وقت آپ کو گرفتار کر لیا تھا۔ لیکن ہائی کورٹ نے باعزت طور پر بری کر دیا۔

پروفیسر جامعہ احمدیہ، ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ، ناظم سپلائی جلسہ سالانہ، ناظم دارالقضاء، رکن بورڈ قضاء، جنرل پریذیڈنٹ لوکل انجمن احمدیہ، رکن امن کمیٹی بوقت تقسیم ملک، صدر مجلس کارپرداز مصالح قبرستان، ناظرِ اعلیٰ، وکیل الاعلیٰ اور رُکن انجمن احمدیہ وقفِ جدید کے طور پر اور ان میں سے متعدد مناصب پر بیک وقت فائز رہ کر آپ نے کمال تندہی و سرگرمی، اخلاص، عزم و بلند ہمتی اور مستعدی سے مفوضہ فرائض سر انجام دیئے۔ جن کا عرصۂ خدمت تریسٹھ سال پر ممتد ہے۔

آیتِ استخلاف میں جماعتِ مومنین سے وعدۂ الٰہی ہے کہ خلافت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان کے حالاتِ خوف کو امن سے تبدیل کر دیتا ہے۔ چنانچہ تقسیم ملک کے بعد اس وعدہ کا ایفاء ایک دفعہ پھر مرکز قادیان و جماعت ہائے بھارت کے لئے ہوا جبکہ ان پُرفتن، ہولناک اور نازک ترین حالات میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے حضرت مولوی صاحب کو ۱۶ نومبر ۱۹۴۷ء سے امیر مقامی قادیان اور ۶ مارچ ۱۹۴۸ء سے ناظرِ اعلیٰ و وکیل الاعلیٰ مقرر فرمایا۔ اور تا حیات ان ہر دو ذمہ داریوں کو آپ نے نہایت کامیابی سے نبھایا۔ آپ کی شخصیت کا افسران اور قادیان و مضافات کے غیر مسلم طبقہ پر گہرا ذاتی اثر و رسوخ تھا جو باہمی میل ملاقات میں اضافہ اور تعلقات کی استواری کا موجب بنا۔ اور بھارت میں خلفاءِ کرام کی رُوحانی قیادت میں ناقابلِ فراموش خدمات بجالانے کی سعادت آپ نے پائی۔ اور جماعتِ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کی تقویت و حفاظت کا باعث بنے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے تعلیم و تدریس قرآن کریم کی تحریک پر آپ باوجود اپنی پیرانہ سالی اور گوناگوں مصروفیات کے آخر وقت تک بچوں اور بچیوں کو قرآن مجید پڑھاتے رہے۔

سینتیس سال کے قریب بطور میونسپل کمشنر اور بعد تقسیم ملک ایک سال بطور وائس پریذیڈنٹ اور ایک عرصہ تک پریذیڈنٹ کے طور پر آپ نے خدمتِ خلق کا بہترین نمونہ پیش کیا۔ چنانچہ میونسپل کمیٹی نے بطور پریذیڈنٹ آپ کی حُسنِ کارکردگی کا اعتراف اپنی ایک قرارداد میں کیا تھا۔ اور تقسیم ملک کے بعد آپ ہی اس کمیٹی کی از سرِ نو تنظیم کا باعث بنے تھے۔ جماعت کے ساتھ معاملات میں غیر مسلم آپ پر فیصلہ چھوڑ دیتے تھے اور یقین رکھتے تھے کہ آپ کا فیصلہ انصاف و ہمدردی والا ہوگا۔ اور آپ کے فیصلہ پر پُوری طرح مطمئن ہو جاتے تھے۔ اور یہ لوگ بالعموم اپنے نجی اور خانگی معاملات میں بھی آپ سے استصواب کرنا ضروری سمجھتے تھے۔

ایک صحابی، عالم باعمل، دُعاگو، جید فقیہ جو وراثت کے متعلق اختصاص رکھتے تھے اور بیدار مغز، چوکس و مستعد قائد جو انتظامیہ و قضائیہ صلاحیتوں کے مالک، خلافت کے نہایت درجہ فرمانبردار، شرعِ اسلامی پر وسیع نظر رکھنے والے، سلسلہ احمدیہ کی ستر سالہ تاریخ جن کی چشمدید تھی، درویشان سے پدرانہ شفقت رکھنے والے بزرگ کی وفات سے جو اپنی ذات میں ایک تناور سایہ دار درخت کا یا ایک انجمن کا رنگ رکھتے تھے، جماعتِ احمدیہ میں اور خصوصاً بھارت میں ایک ناقابلِ تلافی خلا پیدا ہوا ہے۔

ہم ہر سہ انجمنیں اپنے اس مشترکہ خصوصی اجلاس میں آپ کے اہل و عیال اور دیگر پسماندگان سے اس بھاری صدمہ میں تعزیت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا کرتے ہیں کہ وہ ان کا اور ہم سب کا کفیل و کارساز اور حافظ و ناصر ہو۔ اور حضرت مولوی صاحب کو اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے اور ہمیں آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

(۲) قرارداد ہذا کی نقول سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ۔ محترم ناظر صاحب خدمتِ درویشان۔ پسماندگان حضرت مولوی صاحب اور احمدیہ پریس کو بھجوائی جائیں۔

پیش ہوکر فیصلہ ہوا کہ رپورٹ ہذا منظور ہے۔

(دستخط ممبران)

۲ قراردادِ تعزیت منجانب لوکل انجمن احمدیہ قادیان

قادیان ۲۲ صلح (جنوری) حضرت الحاج مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل رضی اللہ عنہ امیر مقامی و ناظرِ اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی اچانک وفات حسرت آیات پر آج بعد نماز عشاء لوکل انجمن احمدیہ قادیان کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں متفقہ طور پر مندرجہ ذیل قراردادِ تعزیت منظور کی گئی۔

(آگے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے!)

خطبہ جمعہ

ہر سال ہی جلسہ سالانہ پر جذبۂ عشق کے ماتحت احباب اپنے رب پیارے کے جلوے دیکھنے کھنچے چلے آتے ہیں

امسال بھی سفر کی سابقہ سہولتیں میسر نہ ہونے کے باوجود ان کے جذبۂ عشق میں یقیناً زیادہ شدت پیدا ہوگی

وہ تکلیفیں اٹھاتے ہوئے پہنچ جائیں گے، کوئی وقت پر پہنچے گا اور کوئی دیر سے لیکن پہنچے گا ضرور (انشاء اللہ)

دعائیں کریں کہ ہم دنیا کی آزمائشوں میں پورے اتریں اور اللہ کے پیار کو پہلے سے زیادہ حاصل کرنیوالے ہوں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۳ ر فتح ۱۳۵۵ ہش مطابق ۳ ر دسمبر ۱۹۷۶ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:-

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ

(النحل آیت ۵۲ - ۵۳)

اس کے بعد فرمایا:-

طبیعت ابھی تک کمزور چلی آرہی ہے اس لئے میں مختصراً بعض باتیں اس وقت دوستوں سے کہوں گا۔ جو دو آیات میں نے ابھی تلاوت کی ہیں ان میں جو مضمون بیان ہوا ہے وہ ایک تو یہ ہے کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور وہی اس قابل ہے اور اس بات کا سزاوار ہے کہ ہم اس کی خشیت اپنے دل میں پیدا کریں اور زمین و آسمان کی ہر چیز اس کی ملکیت، اس کی حکومت کے نیچے اور اس کا کہا ماننے والی ہے اور اس کا حکم ہر چیز پر چلنے والا ہے اس لئے

عقلمند انسان کو چاہیئے

کہ اس نکتہ کو سمجھے اور اطاعت جو کہ اس کا حق ہے وہ اسے ادا کرے اور سوائے اسی کے کسی اور کی اطاعت کا جوا اپنی گردن پر نہ رکھے اور دوسرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا تم اللہ کے سوا کسی اور کو اپنے بچاؤ کا ذریعہ بناؤ گے؟ جو مشکلات اور پریشانیاں پیش آتی ہیں ان کو دور کرنے کے لئے سوائے اللہ کے کسی اور ہستی کی طرف ہمیں جھکنے کی ضرورت نہیں۔ اسی پر ہم ایمان لائے، اس کے فضل سے اس کی معرفت کو ہم نے حاصل کیا، قرآن عظیم نے تفصیل کے ساتھ ہمیں اس کی ذات اور اس کی صفات کا علم عطا کیا اور ہمارے دلوں میں اس حسن کے لئے محبت کا ایک شعلہ روشن کیا۔

اس بنیادی بات کے بعد اس وقت میں جو باتیں اس کے علاوہ کہنا چاہتا ہوں وہ جلسہ سالانہ کے متعلق ہیں۔ خدا تعالیٰ کا ہر جلوہ، اس کی صفات کا ہر جلوہ ایک نئی شان سے آتا ہے اس لئے جب حالات بدلے ہوئے ہوں۔ تو انسان کو مایوس ہونے کی بجائے اس طرف نگاہ رکھنی چاہیئے کہ ان بدلے ہوئے حالات میں اللہ تعالیٰ کے پیار کے جلوے، اللہ تعالیٰ کی صفات کے جلوے، اللہ تعالیٰ کے حسن اور نور کے جلوے ایک نئے رنگ میں ظاہر ہوں گے۔ اور ہمارے لئے سکونِ قلب اور

اطمینانِ قلب کا باعث

بنیں گے جلسہ سالانہ کے موقع پر ہمیشہ ہی سفر کی بہت سی سہولتیں مل جایا کرتی تھیں۔ جو اب کچھ عرصہ سے نہیں مل رہیں۔ جب سہولتیں ملتی تھیں تو اس وقت بھی اس سہولت کو خدا سے پیار کرنے والا دل ہی سہولت سمجھتا تھا ورنہ وہ سہولت بھی کیا سہولت تھی کہ چند سپیشل گاڑیاں چل پڑتی تھیں، کھچا کھچ بھری ہوئی ان کے اندر ہمارے مہمان سما نہیں سکتے تھے تو ان کی چھتوں پر سوار ہو جاتے تھے یہ سہولت انہیں میسر تھی کہ گاڑیوں کی چھتوں میں بیٹھ وہ اپنے مرکز میں پہنچ جائیں۔ ایک پیار کرنے والا دل اسے بھی سہولت سمجھتا تھا۔ اور جہاں وہ اور دعائیں کرتا تھا وہاں اس کام کا انتظام کرنے والوں کے لئے بھی اس کے دل سے دعا نکلتی تھی کہ اللہ تعالیٰ انہیں احسن جزا دے آمین۔

اس وقت جو اصل سہولت تھی وہ ایک جذبہ تھا یہ چیز میں نے بھی محسوس کی اور آپ نے بھی محسوس کی ہوگی کیونکہ آپ میں سے بہت سے ایسے ہیں جو جلسہ سالانہ پر بطور مہمان کے کبھی آتے رہے ہیں۔ ایک عجیب نظارہ ہے جس کو دیکھے پندرہ بیس سال ہو چکے ہیں لیکن وہ نظارہ اب بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے۔

میں افسر جلسہ سالانہ تھا

ایک سپیشل گاڑی چنیوٹ کی طرف سے آرہی تھی وہ لاہور کی تھی یا نارووال کی تھی یا پسرور کی تھی یا کسی اور جگہ کی تھی یہ تو مجھے یاد نہیں کھچا کھچ بھری ہوئی تھی چھت پر بھی آدمی چڑھے ہوئے تھے جب گاڑی کھڑی ہوئی تو میرے سامنے جو ڈبہ تھا اس میں کچھ بچوں والی مستورات تھیں، احمدی مستورات، چھوٹے چھوٹے بچے انہوں نے اٹھائے ہوئے تھے اور کچھ ان کے مردان کے سامنے تھے میں نے پوچھا تو نہیں لیکن جو نظارہ میں نے دیکھا وہ میاں اور بیوی اور بچے کا نظارہ تھا جس وقت گاڑی کھڑی ہوئی تو ماں نے جذباتی ہو کر دروازہ کھولا اور چند مہینے کا بچہ اپنی گود سے اٹھا کر اس نے یوں اپنے خاوند کی طرف پھینکا کہ لے پکڑ اس کو ہم جس جگہ پہنچنا چاہتی تھی پہنچ گئی۔ اب کہنے والوں نے کہا کہ ہم نے بڑی سہولت بہم پہنچائی سپیشل گاڑیاں چلا دیں لیکن وہ جو سارڈین (SARDINE) ایک قسم کی مچھلی جو ڈبوں میں بھری جاتی ہے نا مل) کی طرح گاڑی میں بھرے ہوئے تھے وہ گاڑی کی سہولت کا احساس رکھتے ہوئے تو ربوہ میں نہیں پہنچے تھے بلکہ کوئی اور چیز تھی، ایک عشق کا شعلہ تھا جو ہر تکلیف کو جلا کر راکھ کر دیتا تھا اور اپنے پیار کرنے والے رب کے پیار کے جلوے دیکھنے کے لئے انہیں کھینچتا ہوا یہاں لے آتا ہے لیکن بہر حال وہ انتظام کرنے والوں کے ممنون بھی تھے۔ اور ان کے لئے دعائیں کرنے والے بھی تھے۔

بچوں کو، ان معصوم بچوں کو تکلیف شاید پچھلے سالوں کی نسبت زیادہ ہو۔ لیکن وہ جذبہ جو انہیں کھینچ کر یہاں مرکز کی طرف لانیوالا ہے اس میں بھی زیادہ شدت پیدا ہوگی اور وہ

محبت اور عشق کے ایک جذبہ کے ساتھ

تکلیفیں اُٹھاتے ہوئے۔ یہاں پہنچ جائیں گے کوئی دقت پر پہنچ سکے گا کوئی نہیں۔ پہنچ سکے گا۔ یہ تو درست ہے لیکن وہ پہنچ جائیں گے کوئی دیر کے بعد پہنچے گا۔ کوئی جلسہ کے پہلے دن صبح جلسہ شروع ہونے سے پہلے نہیں پہنچ سکے گا۔ اور افتتاحی دُعا میں شریک نہیں ہو سکے گا۔ مَیں آج سے ہی دُعا کر رہا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہماری ساری دُعاؤں میں انکو شریک کرے۔ اور خدا تعالےٰ اپنے فضل اور رحمت سے جہاں ہمیں اپنی برکات اور نعمتوں سے نوازے وہاں دیر میں آنے والوں کو بھی نوازے کیونکہ ان کی نیتیں یہاں دیر سے پہنچنے کی نہیں تھیں بلکہ حالات سے مجبور ہو کر وہ دیر سے پہنچے۔

یہاں جو مہمان آتے ہیں ان کی رہائش کے لئے خاندانوں کے لئے چھوٹے چھوٹے کمروں کا علیحدہ انتظام ہوتا ہے۔ اور کچھ ہماری اجتماعی قیامگاہیں ہیں مردوں کی علیحدہ اور مستورات کی علیحدہ لیکن اس میں بھی ہمیں اس وقت تک وہ سہولت میسّر نہیں جو پہلے ہُوا کرتی تھی۔ کچھ عمارتیں بیرکس کے نام سے بنی ہیں۔ میرا خیال تھا کہ ہر متبع اپنے ٹھہرنے کے لئے جگہیں بنا دے تاہم اتنی جلدی تو ساری عمارتیں نہیں بن سکتی تھیں کچھ بنی ہیں اور کچھ آئندہ سالوں میں بنیں گی لیکن یہ الہام تو ہمارے کانوں میں گونجتا رہے گا کہ

وَسِّعْ مَكَانَكَ

ہر سال جب ہم بہت سی نئی اکاموڈیشن ACCOMMODATION بہت سی نئی تعمیرات کرنے کے بعد اپنے رب سے یہ کہیں گے کہ اے خدا اپنی طاقت کے مطابق ہم نے کچھ اور بنا دیا تو اس کے فرشتے ہمیں یہ کہیں گے کہ ٹھیک ہے تم نے کچھ اور بنا دیا تمہیں خدا جزا دے گا تمہیں اس کا ثواب ملے گا۔ لیکن یہ کافی نہیں بنایا وَسِّعْ مَكَانَكَ اس میں اور زیادتی کرو پھر اگلا سال آئے گا پھر اگلا سال۔ یہی ہوتا آیا ہے۔ یہی ہوتا رہے گا۔ دنیا اپنے راستہ پر چل رہی ہے اور الٰہی تدبیر اپنی راہ پر جماعت احمدیہ کو آگے ہی آگے بڑھانے کے لئے چلی جا رہی ہے ہوگا وہی جو خدا چاہتا ہے اور جو ہر گا وہ خیر و برکت کا موجب ہوگا کیونکہ خدا اس زمانہ میں یہی چاہتا ہے کہ اسلام نوع انسانی کے دل جیتے۔ اللہ کا پیار اور محبت انسان کے دِل میں پیدا ہو، جماعت احمدیہ کے دل میں ہمیشہ خیر خواہی کے جذبات رہیں اور ہر ایک انسان سے ہمدردی کا نظارہ دنیا دیکھے جو کہ احمدیت سے باہر نظر نہیں آسکتا اور سارے کے سارے انسان دنیا کے ہر ملک اور ہر خطّہ میں بسنے والے خدا تعالےٰ کی نعمتوں کے زیادہ سے زیادہ وارث ہوں۔ یہی ہوگا۔ لیکن جو کچھ ہم نے کرنا ہے اور جو کچھ ہمیں کرنے کو کہا گیا ہے وہ تو ہم نے ہی کرنا ہے اور ہم نے یہ کرنا ہے کہ ہم نے خدا کی باتیں سُننی ہیں اور اللہ کی باتیں اور اس کے ارشادات یاد رکھنے ہیں اور یہ کوشش کرنی ہے کہ ہم ان کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالیں اور

خدا کی صفات کا رنگ

جس کو کہ صبغۃ اللہ کہا گیا ہے۔ اپنے اخلاق پر اور اپنے اعمال پر چڑھائیں اور دنیا کے لئے ایک نمونہ بنیں۔ ایک شاہراہ ہے جس پر خدا تعالےٰ نے ہمیں انگلی پکڑ کر کھڑا کیا اور انگلی پکڑ کر چلایا اور آگے سے آگے چلاتا جا رہا ہے۔ دنیا ایک اور طرف جا رہی ہے لیکن چھوٹا چکر کاٹ کر یا بڑا چکر کاٹ کر یہ تو مَیں کہہ نہیں سکتا۔ لیکن بہر حال اسے اسی طرف آنا پڑے گا۔ آج کی دنیا یعنی امریکہ کی دنیا، یورپ کی دنیا، روس اور چین کی دنیا جتنی اپنے خدا سے دور ہو رہی ہے اتنا ہی لمبا چکر کاٹ کر اور دنیا کی تکالیف برداشت کر کے اسے واپس اس طرف آنا پڑے گا جو اسلام کا راستہ ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شاہراہ ہے۔

مَیں یہ بتا رہا ہوں کہ یہاں جو سہولتیں ہیں۔ ان میں بھی کمی آگئی ہے جماعت نے وَسِّعْ مَكَانَكَ کے حکم کے مطابق اللہ کی توفیق سے بڑی عمارتیں بنائیں جتنی ہماری بظاہر ضرورت تھی۔ اس سے زیادہ عمارتیں جماعت نے بنوا دیں۔ مثلاً ہماری یہ عمارت جس کو جماعت نے نیو کیمپس کے نام سے پکارنا شروع کیا اور اب نیشنلائز ہو گئی ہے اس کا ہر حصّہ کالج کے کام آرہا ہے اور باقی کی عمارت کے متعلق ہم خوش تھے ہم سے میری مُراد جماعت احمدیہ ہے، ہم خوش تھے کہ ہم نے عمارت پر خرچ کیا اور جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے لئے اس کا استعمال ہو رہا ہے اس سے بہتر اور کیا استعمال ہو سکتا ہے۔ لیکن اب وہ بھی ہمارے استعمال میں نہیں رہی۔ ابھی تک تو یہی فیصلہ ہے۔

واللہ اعلم آگے کیا فیصلے ہوتے ہیں پس تنگی بڑھ گئی ہے لیکن جگہ کی جو تنگی ہے جو اینٹیں اور گارے اور سیمنٹ اور لوہے کی سلاخوں سے بنی ہوئی ہے۔ تعمیر کی تنگی ہے اگر اس کے مقابلے میں اس سے کہیں زیادہ وسعت ہمارے اپنے رب سے پیار کرنے والے دلوں میں پیدا ہو جائے اور ہم مہمانوں کو اپنے گھروں میں اس طرح سمیٹ لیں جس طرح ماں اپنے بچے کو سینے کے ساتھ لگا لیتی ہے تو اس بچے کے لئے تو بغیر کسی زائد چھپر کھٹ کی ضرورت نہیں رہتی پس جگہ کی اس تنگی کو کبھی ہمارا آنے والا بھائی، ہماری آنے والی بہن ہمارا آنے والا معصوم بچہ محسوس نہیں کرے گا۔

یہ تو ہماری سوچ ہے اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کی رحمت کے بغیر تو ہم اپنے لئے سہولتیں بہم نہیں پہنچا سکتے اور خدا کے فضل اور اس کی رحمت کو جذب کرنے کے لئے ہمارے لئے سوائے دُعا کے اور اس کی طرف جھکنے کے اور اپنی پریشانیاں اسی سے دور کرانے کے اور کوئی راہ نہیں پس جہاں تک میری آواز پہنچے ربوہ میں بھی اور باہر بھی جو تھوڑے سے دن باقی ہیں انہیں

دُعاؤں میں صرف کرو

اور اپنے ربّ کریم سے کہو کہ اے خدا دنیا ہمیں آزمانا چاہتی ہے اور آزما رہی ہے ایسا نہ ہو کہ ہم اس آزمائش میں پورے نہ اتریں اور تیرے پیار کو پہلے سے زیادہ حاصل کرنے سے محروم ہو جائیں یہ سامان جو بظاہر تنگی کے ہیں ان میں ایک فراخی کا دروازہ بھی تو کھلتا ہے اور اے خدا وہ فراخی کا دروازہ تیری رحمت کی طرف کھلتا ہے اگر تو ان حالات میں ہم پر پہلے سے زیادہ رحم کرے تو ہمارے لئے پہلے سے زیادہ سکون اور اطمینانِ قلب کا سامان پیدا ہو جائے گا۔ پہلے سے زیادہ آرام اور سہولت کا سامان پیدا ہو جائے گا۔ خدا کرے کہ ہمیں دُعا کی توفیق ملے اور ہماری دُعائیں مقبول ہوں اور ہم اللہ تعالےٰ کی رحمتوں کے نظارے دیکھنے والے ہوں ؛

اخبار الفضل ربوہ میں
حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل رضؓ کی وفات کی خبر

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل رضؓ کی وفات کی اطلاع قادیان سے بذریعہ تار ربوہ دی گئی جس کی روشنی میں اخبار الفضل میں جو پہلے صفحہ پر تفصیلی خبر شائع ہوئی ہے وہ افادۂ احباب کی خاطر ذیل میں نقل کی جاتی ہے

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان (ایڈیٹر بدر) انتقال فرما گئے

— اناللہ وانا الیہ راجعون —

قادیان (انڈیا) سے یہ انتہائی المناک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ جماعت احمدیہ قادیان کے امیر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل جن پر ۱۸/۱۹ جنوری ۱۹۷۷ء کی درمیانی شب کو دل کے عارضہ کا شدید حملہ ہُوا تھا۔ بعمر تقریباً ۸۵ برس وفات پا کر محبوب حقیقی سے جا ملے اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آج ۲۱ جنوری خطبہ جمعہ کے آخر میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے حضرت مولوی صاحب کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے احباب کو یہ دُعا کرنے کی تحریک فرمائی کہ حضرت مولوی صاحب کو جن قربانیوں اور خدمات کی توفیق ملی اللہ تعالےٰ انہیں قبول فرمائے اور انہیں بلند درجات عطا فرمائے۔ حضور نے نمازِ جمعہ کے بعد آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی جس میں نمازِ جمعہ میں شامل ہونے والے جملہ ہزارہا احباب شریک ہوئے۔

یوں تو حضرت مولوی صاحب مرحوم کی پوری زندگی ہی خدمتِ اسلام سے معمور رہی ہے لیکن تقسیم برصغیر کے پُر آشوب دور میں اور اس کے بعد ۲۹ برس تک متواتر جماعت احمدیہ قادیان کے امیر اور صدر انجمن احمدیہ کے ناظر اعلیٰ کی حیثیت سے امتیازی رنگ میں آپ کو جن اہم خدمات جلیلہ کی توفیق حاصل ہوئی ان کی وجہ سے آپ کا نام سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رہے گا۔

حضرت مولوی صاحب مرحوم و مغفور موضع فیض اللہ چک ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں ہی اپنے ماموں حضرت حافظ حامد علی صاحب رضؓ (جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم اور ابتدائی اصحاب میں سے تھے۔) کے ہمراہ قادیان میں آگئے۔ یہیں مولوی فاضل تک تعلیم پانے کے بعد سالہا سال تک پہلے مدرسہ احمدیہ کے مدرس کے طور پر اور پھر اس کے ہیڈ ماسٹر بن کر خدمات سرانجام دیں۔ آپ مختلف اوقات میں بطور جنرل پریذیڈنٹ لوکل انجمن احمدیہ، ناظم قضاء، سیکرٹری بہشتی مقبرہ وغیرہ عہدوں پر بھی فائز رہے۔ ۱۶ نومبر ۱۹۴۷ء کو آپ امیر مقامی مقرر ہوئے۔ اور ۵ مارچ ۴۹

۱۹۴۸ء کو آپ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ناظر اعلیٰ بنے۔ تقسیم برصغیر سے پہلے بھی اور بعد میں بھی آپ کئی سالوں تک میونسپل کمیٹی قادیان کے ممبر اور پریذیڈنٹ بھی رہے۔ بغرض آپ کی پوری زندگی خدمتِ سلسلہ کے لئے وقف رہی۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ حضرت مولوی صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند درجات عطا فرمائے۔ اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ مرحوم کی اہلیہ صاحبہ محترمہ، بچوں اور دیگر تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے اور ہر طرح ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۷۶ء

قسط نمبر (۲)

حقوق العباد۔ اُن کی ادائیگی کی اہمیت اور اسلامی آداب و اخلاق کا بیان

(محمد حفیظ بقاپوری)

قبل اس کے کہ ہم اس مضمون کے اس حصہ کو ختم کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وضاحت کے مطابق کبائر گناہوں میں عقوق الوالدین بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اس لئے اس ارشاد نبوی سے ہمیشہ ہی خائف رہنا چاہیئے اور کسی صورت میں اسے نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیئے۔

اسی طرح حضور نے یہ بھی فرمایا کہ کبائر گناہ میں سے یہ بھی ہے کہ انسان اپنے والدین کو گالی گلوچ کرتا رہے صحابہ نے عرض کیا کہ کیا کوئی باہوش انسان اپنے ماں باپ کو بھی گالی گلوچ کر سکتا ہے؟ فرمایا ہاں ہاں وہ اس طرح کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کے باپ کو اور ماں کو گالی دیتا ہے جس کے جواب میں دوسرا اس کے باپ اور ماں کو گالی دے دیتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنے ماں اور باپ کو خود ہی گالی دے دی۔

۲۔ قریبی رشتہ داروں کے حقوق اور آداب

دوسرے نمبر پر قریبی رشتہ داروں کے حقوق آتے ہیں۔ یہ رشتہ داریاں انسان کی پیدائش سے شروع ہوتی ہیں۔ ایک تو وہ جو ماں اور باپ دونوں کی طرف سے قائم ہوتی ہیں جیسے بہن بھائی یا صرف باپ کی طرف سے جیسے چچا تائے اور ان کی اولاد دادے دادی اور یا پھر ماں کی طرف سے جیسے خالائیں ماموں اور ان کی اولاد اور نانا نانیاں وغیرہ اسلام نے سب رحمی رشتہ داروں کے حق ادا کرنے اور صلہ رحمی کا حکم دیا ہے سورۃ احزاب میں جہاں روحانی اخوت اور رشتہ داریاں بیان ہوئی ہیں اس موقعہ پر یہ بات بھی واضح کر دی ہے کہ:-

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ؀

(الاحزاب آیت نمبر ۷)

اور رحمی رشتہ داروں میں سے اللہ کی کتاب کے موافق بعض بعض سے زیادہ قریب ہیں بہ نسبت غیر رشتہ دار مومنوں اور مہاجروں کے ہاں تمہارا اپنے دوستوں سے عمومی نیک سلوک کرنا جائز ہے یہ بات قرآن میں لکھی جا چکی ہے پرورش اور ربوبیت کے سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ۔ یعنی اپنے مال کے خرچ کرنے کے لئے ان افراد کا حق مقدم ہے جو تمہاری زیر پرورش اور عیالداری کے دائرہ میں ہیں۔

اولاد کے حقوق کے سلسلہ میں فرمایا

اَكْرِمُوْا اَوْلَادَكُمْ

اپنی اولاد کو عزت کا واجبی حق دو اور ان کی عزت کرو۔

نیز فرمایا:-

مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يَعْرِفْ حَقَّ كَبِيْرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا

خالہ کے متعلق فرمایا:-

اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ

کہ خالہ بمنزلہ ماں کے ہے اس لئے جو عزت و تکریم ایک شخص اپنی ماں کی کرتا ہے۔ اسی رنگ میں اسے اپنی خالہ جو اس کی ماں کی بہن ہے اس کی بھی کرنی لازم ہے قریبی رشتہ داروں کے حقوق کی نگہداشت کرنے کا صرف زبانی زبانی ہی اسلام نے حکم نہیں دیا اور نہ ہی انسان کی اپنی مرضی پر چھوڑا ہے بلکہ انسان کے ترکہ میں قریبی رشتہ داروں کو حسب مراتب قرب ورثہ کا حق بھی دیا ہے چنانچہ بطور اصل فرمایا:-

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ۭ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا۔

(النساء آیت نمبر ۸)

یعنی مردوں کا بھی اور عورتوں کا بھی اس مال میں سے جو ان کے ماں باپ اور قریبی رشتہ دار (مرتے وقت) چھوڑ جائیں۔ ایک مقررہ حصہ ہے خواہ اس ترکہ میں سے تھوڑا بچا ہو یا بہت۔ یہ ایک معین حصہ ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے (ہر وارث کے لئے) مقرر کیا گیا ہے۔

قریبی رشتہ داروں کے ان واجبی حقوق کا مالیاتی تحفظ اسلام نے اس حد تک فرما دیا کہ وصیت جو ایک بڑی مالی نیکی ہے اس پر بھی یا بندی ہے کہ کوئی شخص ⅓ سے زیادہ اپنے مال کی وصیت نہیں کر سکتا اس سلسلہ میں ایک صحابی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن الفاظ میں خطاب کر کے فرمایا وہ ایک زبردست قانون کا رنگ رکھتے ہیں حضور نے فرمایا:-

اَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ اَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ

قریبی رشتہ داروں کے واجبی حقوق ادا نہ کرنے اور ان سے قطع رحمی کرنے کے سلسلہ میں قرآن کریم کی حسب ذیل آیت کریمہ بہت بڑا انذار اپنے اندر رکھتی ہے اللہ تعالیٰ سورت محمدؐ میں فرماتا ہے:-

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ؀ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ؀ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰي قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا۔

(آیت ۲۳ تا ۲۵)

یعنی ممکن ہے کہ تم اسلامی تعلیم سے منہ موڑ لو پھر زمین میں بدامنی پھیلانے کا موجب بن جاؤ اور رشتہ داریوں کے تعلقات بھی منقطع کر دو جو ایسا کرتے ہیں وہ سمجھ لیں کہ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور ان کو بہرہ کر دیا ہے اور ان کی آنکھوں کی بینائی ضائع کر دی ہے کیا وہ قرآن عظیم پر غور نہیں کرتے؟ کیا ان کے دلوں پر ایسے قفل پڑے ہیں جو ان کے دلوں ہی کی پیداوار ہیں —!!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دور کے غیر مسلم رشتہ داروں کا ذکر کرتے ہوئے ایک دفعہ فرمایا:-

اِنَّ اٰلَ بَنِيْ فُلَانٍ لَيْسُوْا بِاَوْلِيَائِيْ اِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ اَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا

(بخاری)

فلاں قبیلے کے جو میرے رشتہ دار ہیں وہ دینی اعتبار سے میرے قریبی تو نہیں اس لحاظ سے میرا قریبی تو اللہ اور نیک مومن بندے ہیں پھر بھی بوجہ رشتہ داری کے میں ان کے رحمی تعلق کو پہچانتا ہوں اور اس کے مطابق میں ان سے ہمیشہ ہی حسن سلوک کرتا رہوں گا۔ اور ایسے تعلقات کو منقطع نہیں ہونے دوں گا۔

یہ ہے حضور کا اپنا عملی نمونہ اور یہ ہے اقارب کے حقوق کا واجبی تحفظ اور ان کے آداب کی پاسداری —!!

۳۔ حقوق الزوجین

قریبی رشتہ داروں کے حقوق کے سلسلہ میں زوجین کے حقوق کا ذکر علیحدہ طور پر کیا جانا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اسلامی تعلیم کی رو سے معاشرہ میں مرد اور عورت کی برابر پوزیشن ہے البتہ گھر کا نظام چلانے کے لئے فرمایا لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ کہ مردوں کو ایک گونہ فضیلت ہے تا زندگی کی گاڑی بسہولت منزل کی طرف رواں دواں رہے ورنہ میں بھی رانی تو بھی رانی کون بھرے گا پانی؟ والا معاملہ بن سکتا ہے

عورت کے حقوق

اسلام نے جسقدر عورتوں کے حقوق کا تحفظ کیا ہے اس کی مثال نہیں ملتی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

(البقرہ آیت نمبر ۲۲۹ ع ۲۸)

جس طرح عورتوں پر بہت سی ذمہ داریاں ہیں ویسے ہی مطابق دستور انہیں بہت سے حق بھی حاصل ہیں۔

(۲) مردوں کو حکم دیا

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

(النساء ع ۲)

عورتوں سے اچھا سلوک کرو

(۳) نکاح کے وقت بصورت "مہر" عورت کو ایک معقول منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد کا مالک بنا دیا جاتا ہے جو ہر خاوند پر حق واجبہ ہوتا ہے۔

(۴) عورت کو ورثہ کا حق دیا گیا ہے۔ قرآن کریم اور فقہ کی کتب میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

(۵) اولاد کو تاکید کی گئی ہے کہ ماں کی خدمت کرے ماں کے قدموں میں جنت ہے۔

(۶) اگرچہ اسلامی تعلیم کی رو سے مرد کو، ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی اجازت ہے لیکن اس صورت میں بھی عورتوں کے حقوق اس طرح محفوظ کر دئے گئے ہیں کہ یہ اجازت مشروط ہے اس شرط کے ساتھ کہ بیویوں میں پورا انصاف ہو اگر انصاف ناممکن ہے تو اجازت بھی نہیں اسی لئے فرمایا:-

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا
فَوَاحِدَۃً ..... ذٰلِکَ اَدْنٰی
اَنْ لَا تَعُوْلُوْا

(النساء آیت نمبر ۴)

اگر تمہیں اس امر کا خوف ہو کہ تم عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی عورت سے شادی کرو (ایک سے زیادہ سے شادی کرنے کی اجازت نہیں) یہ صورت اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ تم ظلم نہ ہو جاؤ۔

(۷) انسان کی اہلی زندگی میں بگاڑ پیدا ہو جانے اور میاں بیوی کا نباہ نہ ہو سکنے کی صورت میں اسلام نے طلاق اور خلع کا حق مرد اور عورت دونوں کو دے رکھا ہے۔ اگرچہ اسلام نے آباد گھر کو اُجڑنے سے بچانے کے لئے یہ بھی فرمایا کہ ابغض الحلال عند اللہ الطلاق

تاہم عورت کے لئے طلاق و خلع کا دروازہ کھلا رکھ کر اس کا حق تسلیم کیا ہے طلاق کی صورت میں مرد کو حق مہر بہر حال ادا کرنا پڑتا ہے۔

(۸) نہ صرف حق مہر ہی بلکہ فرمایا

وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ
حَقًّا عَلَی الْمُتَّقِیْنَ

(بقرہ آیت نمبر ۲۴۲ ع ۳۱)

یعنی حق مہر کے علاوہ بطور استحسان دیگر مراعات دینا پسندیدہ حق ہے اسی طرح

(۹) طلاق کی صورت میں جب تک عورت عدّت گزار رہی ہے مطلقہ عورت کے نان و نفقہ اور رہائش کی سہولیات کا حق بذمہ مرد مقرر کیا گیا ہے جیسے فرمایا:-

اَسْکِنُوْھُنَّ مِنْ حَیْثُ
سَکَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِکُمْ
وَلَا تُضَآرُّوْھُنَّ لِتُضَیِّقُوْا
عَلَیْھِنَّ وَاِنْ کُنَّ اُولَاتِ
حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَیْھِنَّ حَتّٰی
یَضَعْنَ حَمْلَھُنَّ۔

(سورۃ الطلاق آیت نمبر ۷)

(۱۰) طلاق مکمل ہونے کی صورت میں مرد کو حکم دیا کہ وَسَرِّحُوْھُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا نیز فرمایا:-

فَاِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌ
بِاِحْسَانٍ

یعنی رجعی طلاق کی صورت میں اگر تم نے رجوع کرنا ہے تو بھی معروف طریق سے اور اگر طلاق پر ہی قائم رہ کر مفارقت کر دینی ہے تو بھی احسان یعنی عمدہ طریق سے یہ کام ہو۔

(۱۱) مطلقہ عورت کے ان جذبات تک کا بھی اسلام نے خیال رکھا ہے جو اولاد کے ساتھ عورت کے طبعی طور پر وابستہ ہوتے ہیں اس لئے فرمایا کہ

وَلَا تُضَآرَّ وَالِدَۃٌ بِوَلَدِھَا
وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّہٗ بِوَلَدِہٖ

(بقرہ آیت ۲۳۴)

یعنی بعد از طلاق بچے کو دودھ پلانے کے سلسلہ میں مقدم حق اس کی والدہ کا ہے لیکن اس کی ممتا کی وجہ سے اسے دُکھ بھی نہیں دیا جانا چاہئیے۔ یہی صورت بچے کے ورثاء کی ہے کہ مطلقہ عورت کیطرف سے اس تعلق کی وجہ سے خواہ مخواہ بچے کے وارثوں پر ناجائز بوجھ ناواجب مطالبات کر کے نہ ڈالا جائے

(۱۲) اسلام نے مطلقہ عورت کو یا بیوہ خاتون کو نکاح ثانی کرنے کا نہ صرف حق دیا ہے بلکہ حکم دیا ہے کہ

وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ

(سورۃ النور آیت نمبر ۳۲)

کہ معاشرے کو پاک صاف رکھنے۔ اور ہر شخص کے جذبات کی پاسداری کے لئے ضروری ہے کہ تم اپنے خاندان کی بیوگان کی شادیاں کر دو جو لوگ اپنے جھوٹے خاندانی وقار اور خاندانی بڑائی کی آڑ لے کر عورت کے جذبات کو کچلنے کی کوشش کرتے ہیں وہ اسلامی تعلیم سے انحراف کرنے والے ہیں

خاوند کے حقوق اور بیوی کی ذمہ داری اور آداب

جیسا کہ اوپر آیت قرآنی وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ کے الفاظ میں اس بات کا تفصیلی ذکر آچکا ہے کہ اسلام نے عورت کے جس طرح واجبی حقوق کا تحفظ کیا ہے۔ اسی طرح ان پر کچھ ذمہ داریاں بھی عائد کی ہیں جن کا پورا کرنا ان پر لازم ہے۔ جو یہ ہیں:-

(۱) سورت النساء میں بطور اصول عورتوں کی ذمہ داریوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:-

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی
النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ
بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ
وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِھِمْ
فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ
حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا
حَفِظَ اللّٰہُ

(النساء آیت نمبر ۳۵)

مرد عورتوں پر اس فضیلت کے سبب جو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو (خلقی رنگ میں) دی ہے اور اس سبب سے بھی کہ وہ اپنے مالوں کو عورتوں پر خرچ کر چکے ہیں نگران مقرر کئے گئے ہیں اس لئے عورتوں پر فرض بنتا ہے کہ

(۱) مرد کی تابعداری کریں اس کی نافرمانی نہ کریں مرد کی اطاعت گزاری میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا ہے۔

لَوْ کُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ
یَسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ
الْمَرْاَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا

(ترمذی بحوالہ ریاض الصالحین ص ۱۵۰)

دراصل یہ قرآنی لفظ "قٰنِتٰتٌ" کی لطیف تفسیر ہے۔ جو حضورؐ نے مثال دے کر فرمائی

(۲) مرد کی غیر موجودگی میں اپنے ناموس کی بھی حفاظت کرے اور

(۳) اپنے گھر بار اور اولاد کی بھی نگہداشت کرے۔

(۴) اولاد کی تربیت کی بڑی ذمہ داری عورت کی ہے اس لئے کہ قوم کے نونہال اسی کے گود میں پلتے ہیں چنانچہ بر جو فرمایا فرمایا کہ:-

اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ
الْاُمَّھَاتِ

تو اس کا ایک مطلب یہ بھی نکالا گیا ہے کہ ہر خاندان کی مائیں اچھی تربیت کر کے سارے معاشرے کو جنتی بنا سکتی ہیں۔

(۵) مسلم خواتین کی ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ اسلامی پردہ کا التزام کریں۔

اسلامی پردہ کی کیا حکمت ہے یہ ایک علیحدہ وسیع مضمون ہے بطور خلاصہ یہ بات ذہن نشین کر لی جائے کہ اسلام نے عورت کو پردہ کرنے کا حکم دے کر نہ تو اس کو قید میں ڈال دیا ہے۔ اور نہ ہی اس کے مقام اور درجہ میں کسی طرح کی خفت کی ہے۔ بلکہ اس کے فطری اور خلقی اوصاف کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی عزت و احترام کو بڑھانے اور معاشرے کی بہت سی ان برائیوں اور خرابیوں سے عورت کی ذات کو بچا لینے کے لئے حکیمانہ اقدام فرمایا ہے۔ جو مردوں عورتوں کے آزادانہ اختلاط کے نتیجہ میں پیدا ہو سکتی ہیں۔ اور اہل مغرب تو اس کا تلخ عملی تجربہ کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں۔

بہر حال یہ مختصر سی چند ذمہ داریاں ہیں جو عورتوں کے ۱۲ قسم کے حقوق کے مقابل پر ہیں۔ حقوق الاقارب بالخصوص حقوق الزوجین کے بیان کے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد بیان کر دینا ضروری ہے جو ان سب باتوں پر حاوی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:-

کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ
مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ وَالْاَمِیْرُ
رَاعٍ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَھْلِ
بَیْتِہٖ وَالْمَرْاَۃُ رَاعِیَۃٌ فِیْ
بَیْتِ زَوْجِھَا وَوَلَدِہٖ
فَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ
مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ

(متفق علیہ بحوالہ ریاض الصالحین)

اس حدیث سے حقوق و فرائض کے لزوم کا مسئلہ نہایت عمدگی سے حل کر دیا گیا ہے۔ کہ ہر شخص ایک پہلو سے حقوق کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے۔ تو دوسرے پہلو سے فرائض کی بجاآوری کا۔ اس لئے دونوں حیثیتوں کو پہلو بہ پہلو ملحوظ رکھنا معاشرہ کے ہر فرد کا کام ہے صرف حقوق طلبی پر زور دیتے چلے جانا اپنے ذمہ لگے فرض کا ادا نہ کرنا اسلامی تعلیم کے منافی ہے جو کوئی ایسا کرتا ہے وہ قیامت کے روز جواب دہی کے لئے تیار رہے العیاذ باللہ

۴:- یتامیٰ کے حقوق و آداب

یتامیٰ کے حقوق کی نگہداشت اور اس کی اہمیت ہر شخص کو ذاتی طور پر کما حقہٗ ذہن نشین کرنے کے لئے قرآن کریم نے سورہ نساء کی آیت نمبر ۹ میں بڑے ہی دلنشین پیرایہ میں ایک عملی تصور کی طرف توجہ دلائی ہے فرماتا ہے۔

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَۃَ اُولُوا
الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنُ
فَارْزُقُوْھُمْ مِّنْہُ وَقُوْلُوْا
لَھُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَ
لْیَخْشَ الَّذِیْنَ لَوْ تَرَکُوْا
مِنْ خَلْفِھِمْ ذُرِّیَّۃً ضِعٰفًا
خَافُوْا عَلَیْھِمْ فَلْیَتَّقُوا اللّٰہَ
وَلْیَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا

(النساء آیت نمبر ۹-۱۰)

اور جب کسی شخص کا ترکہ تقسیم ہو رہا ہو اس موقعہ پر دوسرے قرابت دار اور یتیم اور مسکین بھی آجائیں تو اس میں سے کچھ انہیں بھی دے دو اور انہیں مناسب اور عمدہ باتیں کہو ــــ فرمایا ــــ اور جو

لوگ ڈرتے ہوں کہ ان کی اپنی ناگہانی وفات کی صورت میں اگر وہ اپنے بعد کمزور اولاد چھوڑ گئے تو اُس کا کیا بنے گا؟ ان کو دوسرے یتیموں کے متعلق بھی اللہ کے ڈر سے کام لینا چاہیئے اور چاہیئے کہ وہ صاف اور سیدھی بات کہیں۔ مولانا حالیؔ نے اسی قسم کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے فرمایا ہے

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

یتامٰی کے حقوق

معاشرہ کے ذمہ یتامٰی کے کیا حقوق ہیں قرآن کریم فرماتا ہے:۔

"یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْیَتٰمٰی ط قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَیْرٌ ط وَ اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ط وَاللّٰهُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ط وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ہ" (البقرۃ ۲۲۱ ع ۲۷)

عام لوگ تم سے یتامٰی کے حقوق اور معاشرتی ذمہ داریوں کے سلسلہ میں دریافت کریں گے تو اس کے جواب میں کہیں یتامٰی کی اصلاح کی فکر میں رہنا بہت ہی اچھا کام ہے اور اگر اس نیک نیتی سے تم یتامٰی کو اپنے ساتھ ہی ملالو اور اپنے خاندان کا فرد سمجھ کر اُن کی نگہداشت کرو تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ آخر وہ تمہارے بھائی ہی ہیں غیر تو نہیں۔ اور اللہ فساد کرنے والے کو اصلاح کرنے والے کے مقابلہ میں خوب جانتا ہے۔ کیونکہ اس کی نگاہ نیتوں پر ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تم کو مشقت میں ڈال دیتا (مثلاً یہی کہ تمہاری اولاد یتیم ہو جاتی یا اور ہی کسی طرح کی تنگدستی تمہارے لئے اُٹھ کھڑی ہو جاتی) اس لئے اس کی صفت استغنا سے ہمیشہ ڈرتے رہو اللہ یقیناً غالب اور حکمت والا ہے۔

(۳) سورۃ النساء ہی میں فرمایا:۔

"اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ط وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ہ" (آیت ۱۱)

جو لوگ ظلم سے یتیموں کے مال کھاتے ہیں وہ یقیناً اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور وہ بلاشبہ شعلہ زن آگ میں داخل ہونگے۔

(۴) سورۃ الضحٰی میں فرمایا:۔

"اَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ ہ"

کہ تم یتیم کو اس طرح دبا کر نہ رکھو کہ اس کی صلاحیتیں ہی ختم ہو جائیں بلکہ اُس کو پروان چڑھنے کا موقعہ دو اس کی جبلی استعدادوں کو اُبھرنے دو کیا معلوم کہ وہ یتیم بچہ بڑا ہو کر معاشرے کا ایک قابل فخر فرد بننے والا ہو۔

(۵) یتامٰی کو اپنے ساتھ ملا لینے اور اُن کے اموال کی نگرانی کرنے کے سلسلہ میں بعض احتیاطی ہدایات اُوپر گزر گئیں کچھ مزید ہدایات اس آیت میں ملاحظہ فرمائیں۔ فرمایا:۔

"وَابْتَلُوا الْیَتٰمٰی حَتّٰی اِذَا بَلَغُوا النِّکَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْا اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ج وَلَا تَاْکُلُوْهَا اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ یَّکْبَرُوْا ط وَمَنْ کَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ ج وَمَنْ کَانَ فَقِیْرًا فَلْیَاْکُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ط فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَیْهِمْ ط وَکَفٰی بِاللّٰهِ حَسِیْبًا ہ" (النساء آیت ۷)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ یتیموں کی بلوغت تک ان کے اموال و جائیداد کی نگرانی کرنا اُن کے حقوق کی واجبی نگہداشت میں داخل ہے۔ لیکن اس عرصہ کو خواہ مخواہ لمبا نہیں کرتے چلے جانا چاہیئے۔ بلکہ فرمایا کہ دیکھتے رہو جب وہ سن بلوغ کو پہنچ جائیں تو اُن کی امانت اُن کے حوالے کر دو۔ اور بطور احتیاط حوالگی کے وقت گواہ قائم کر لیا کرو۔

یتیمی کب تک ہوتی ہے

یتیمی کب تک ہوتی ہے اوپر کی آیت سے اس پر کافی روشنی پڑی کہ سن بلوغ کو پہنچ جانے اور شعور پیدا ہو جانے تک۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ

"لَا یُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ"

کہ جوان ہو جانے کے بعد یتیمی ختم ہو جاتی ہے۔

یتیم پروری کا بلند مقام

جب تک یتیمی کا زمانہ ہے اُس کے ساتھ ہر طرح سے ملاطفت کا سلوک کیا جانا چاہیئے۔ اسلام نے تو اس کو اس قدر اہمیت دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا:۔

"اَنَا وَکَافِلُ الْیَتِیْمِ فِی الْجَنَّةِ هٰکَذَا وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰی وَفَرَّجَ بَیْنَهُمَا" (بخاری)

۵۔ مساکین کے حقوق و آداب

مسکین کون ہے۔ اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"لیس المسکین الذی یطوف علی الناس تردّه اللقمة و اللقمتین والتمرة والتمرتین و لکن المسکین الذی لا یجد غنًی یغنیه ولا یفطن به فیتصدق علیه ولا یقوم فیسأل الناس" (بخاری و مسلم بحوالہ ریاض الصالحین ص۱۴۳)

گویا مسکین وہ بھی ہے جس کے پاس روزی کمانے کے وسائل موجود نہیں نہ کوئی ہُنر ہی جانتا ہے۔ بلکہ ہنرمند بھی بسا اوقات مسکین کے زمرہ میں شامل ہو جاتا ہے اس طرح پر کہ اُس کے پاس اُس کے پیشہ کے اوزار نہیں مثلاً نجاری یا معماری وغیرہ کے ضروری اوزار۔

بے روزگاری کے مسئلہ کا حل

اس لئے معاشرے پر مساکین کا یہ حق ہے کہ انہیں کام پر لگائے انہیں بے روزگار نہ رہنے دے۔ اُس کے لئے وسائل مہیا کرے مثلاً از قسم سرمایہ و اوزاروں کی بہم رسانی کرے۔ ایک اور مقام پر مومنوں اور اچھے معاشرے کے افراد کی خوبی بتاتے ہوئے فرمایا:۔

(۱) "وَالَّذِیْنَ فِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ" (سورۃ المعارج آیت ۲۵،۲۶)

(۲) "وَفِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ" (سورۃ الذاریات آیت ۲)

ان دونوں آیات میں سائل اور محروم کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جن کا مطلب یہ ہے کہ ایک وہ ہے جو غریب ہے اور سوال کر لیتا ہے اور اور اپنی حاجت بیان کر کے مانگ لیتا ہے لیکن معاشرے میں ایسے خوددار افراد بھی ہوتے ہیں یا ویسے ہی معذور قسم کے لوگ جو مانگنا پسند نہیں کرتے یا مانگ ہی نہیں سکتے فرمایا حق پسند مومنوں کے پاکیزہ مالوں میں ان سب کا حصہ اُن کی خدا ترسی کے پیش نظر پہلے ہی مقرر ہوتا ہے اور وہ اس سے دیتے ہیں۔

پھر ایسے غرباء اور مساکین کی امداد کے وقت کسی طرح کا نہ دکھاوا ہو نہ ہی احسان جتلانے کا جذبہ چنانچہ ایسے نیکوکاروں کی نسبت سورۃ دھر میں فرمایا:۔

"وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا ہ" (آیت ۹)

اور ایسا کرتے وقت وہ یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ

"اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا ہ" (آیت ۱۰)

اے لوگو ہم تم کو صرف اللہ کی رضا کے لئے کھانا کھلاتے اور امداد کرتے ہیں نہ ہم تم سے کسی بدلے کے طالب ہیں اور نہ یہ چاہتے ہیں کہ تم ہمارا شکریہ ادا کرو ـــــ یہ ہیں یتامٰی اور مساکین کے حقوق ادا کرنے وقت اسلامی معاشرہ کے بلند اخلاق و آداب۔ (باقی)

اخبارِ قادیان

★ـ حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل رضؓ کی وفات پر شاہجہانپور۔ بریلی اور جموں سے تشریف لائے ہوئے عزیز رشتہ دار نماز جنازہ اور تدفین میں شرکت کے بعد واپس تشریف لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر رہے۔

★ـ قادیان میں اِن دِنوں تیز بارش ہونے کے بعد سردی کی شدید لہر چل رہی ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے بداثرات سے سب کو محفوظ رکھے۔

درخواست ہائے دُعا

۱۔ مکرم عزیز احمد صاحب اعظم گڑھ یوپی سے اطلاع دیتے ہیں کہ مکرم عتیق الرحمٰن صاحب جو یوپی کے رہنے والے ہیں اور عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد میں ایم ایس میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں نے حال ہی میں احمدیت قبول کی ہے انہوں نے اپنے والدین کو اور دوسرے غیر احمدی رشتہ داروں کو اپنے قبول احمدیت کی اطلاع دی جس پر ان کے والدین کی سخت مخالفت شروع ہو گئی ہے۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ اِن کی استقامت اور ان کے اور اُن کے والدین کے ہر شر سے محفوظ رہنے کے لئے دُعا فرمائی جائے اللہ تعالےٰ اُن کا حافظ و ناصر ہو اور اُن کے والدین اور دوسرے مخالف رشتہ داروں کو بھی احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (مینیجر بدر)

۲۔ میرا بیٹا عزیز منور احمد ابن محترم سید مذکر الدین احمد صاحب بھاگلپوری امسال میٹرک کا امتحان دینے والا ہے عزیز کی نمایاں کامیابی کے لئے بزرگان کی خدمت میں عاجزانہ دُعا کی درخواست کرتی ہوں کہ اللہ تعالےٰ عزیز موصوف کو بلند اقبال اور خادم دین بنائے اور مزید علم کا دروازہ کھول دے۔ آمین خاکسارہ۔ شاہدہ خاتون سونگڑہ۔

۳۔ خاکسار کے بیٹے سید یوسف صدیقی۔ سید صدیق حسین صدیقی نے میٹرک پاس کیا ہوا ہے لیکن تاحال ملازمت نہیں مل سکی۔ احباب جماعت سے باعزت روزگار ملنے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ مبلغ ۵/- روپے درویش فنڈ میں روانہ کئے ہیں۔ خاکسار۔ غلام یٰسین کرناٹک۔

منقولات

جیل کا جیلر یا فرشتہ

حضرت میجر سید حبیب اللہ شاہ صاحب رضؓ مرحوم کا ذکرِ خیر

جناب ویریندر جی ایڈیٹر "پرتاپ" کی قلم سے

حضرت میجر سید حبیب اللہ شاہ صاحبؓ مرحوم نہ صرف ایک ممتاز احمدی تھے بلکہ آپ کے والدین اور تمام بہن بھائی نہایت مخلص اور دین دار اور خدا ترس تھے۔ ان سب پر حضرت مرزا صاحب بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السّلام کی تعلیم نے ایک خاص اثر پیدا کیا تھا۔ اس وقت میجر صاحب مرحوم کے صرف ایک بھائی زندہ ہیں۔ میجر صاحب کے والد ماجد حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحبؓ رعیہ ضلع سیالکوٹ میں ستائیس سال تک انچارج رہے۔ اور خدمتِ خلق کے اور اُن کے حُسنِ سلوک کے واقعات اب تک زبان زد عوام ہیں۔ میجر صاحب نے تقسیم ملک کے وقت بہت سے غیر مسلموں کو بحفاظت ہندوستان بھجوایا۔ آپ ڈپٹی انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات کے منصب سے ریٹائر ہوئے تھے۔ بعض اور ہندو دوست جو لبعد میں وزارتوں پر فائز ہوئے میجر صاحب کے حسنِ سلوک کے واقعات سناتے ہیں۔ اللّٰھم اغفرلھم وارحمھم آمین۔ جناب ویریندر صاحب ایم اے ایڈیٹر روزنامہ "پرتاپ" جالندھر ایک نامور صحافی ہیں۔ آپ کے والد محترم مہاشہ کرشن جی "پرتاپ" کے بانی ایڈیٹر تھے۔ دونوں باپ بیٹا آریہ سماج میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ شری ویریندر جی اپنے اخبار روزنامہ "پرتاپ" میں قسط وار آپ بیتی لکھ رہے ہیں چنانچہ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۷۷ء کی قسط میں آپ نے لاہور سنٹرل جیل میں رکھے جانے کے حالات بیان کئے ہیں اسی ضمن میں آپ نے حضرت میجر حبیب اللہ صاحب مرحوم کا بھی تفصیلاً ذکر کیا ہے۔ جسے ذیل میں مکمل طور پر نقل کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر بدر)

اس سلسلہ کے پچھلے مضمون میں میں نے لکھا تھا کہ جب میں لاہور سنٹرل جیل پہنچا تو اس کا ماحول نہایت خوشگوار تھا۔ اس جیل میں میں پہلے بھی ۱۹۳۱ء میں آٹھ نو ماہ رہ گیا تھا۔ اس وقت اس کے جیلر جالندھر کے رائے زادہ ہنس راج کے بڑے صاحبزادہ کرنل سندر داس سوندھی ہوا کرتے تھے۔ اس زمانہ میں ایک وقت ایسا بھی آیا تھا۔ جب رائے زادہ صاحب بھی اس جیل میں تھے۔ یعنی بیٹا جیلر تھا اور باپ اس کا قیدی۔ ان دنوں آزادی کی تحریک گاندھی جی کی رہنمائی میں ابھی شروع ہی ہوئی تھی۔ لوگوں میں نیا نیا جوش تھا جو لوگ گرفتار ہو کر آتے تھے۔ وہ جیل میں بھی آرام سے نہ بیٹھتے تھے۔ اور کئی بار جیلر کی بھی توہین کر دیا کرتے تھے۔ ایک بار کرنل سوندھی سے کچھ سیاسی قیدی کسی وجہ سے ناراض ہو گئے اور انہوں نے زور زور سے "ٹوڈی بچہ ہائے ہائے" کا نعرہ لگانا شروع کر دیا۔ یہ نعرہ ان دنوں بہت مقبول تھا۔ اس لئے جب کسی سرکاری افسر یا کسی سرکار کے حامی کو کچھ کہنا ہوتا تو لوگ اکثر کہہ دیا کرتے تھے۔ "ٹوڈی بچہ ہائے ہائے"۔ ایک دن کرنل سوندھی کو بھی کچھ لوگوں نے یہی کہہ دیا۔ اس پر رائے زادہ ہنس راج ان کے پاس گئے اور براہ مذاق کہنے لگے۔ بھائی اور جو کچھ کہنا ہو کہہ لو۔ جیلر صاحب کو ٹوڈی بچہ تو نہ کہو۔ وہ تو میرا بچہ ہے۔ میرا بڑا لڑکا ہے میں تو ٹوڈی نہیں ہوں۔ جیسی کہ ان کی عادت تھی۔ انہوں نے کہا تو سب کچھ مذاق میں۔ اور قیدیوں نے بھی اسے مذاق میں ہی لیا۔ لیکن اس کا یہ فائدہ ضرور ہوا کہ پھر کسی نے کرنل سوندھی کو ٹوڈی بچہ نہیں کہا۔

یہ تو میں اس زمانہ کی کہانی سنا رہا ہوں جب ۱۹۳۱ء میں میں اسی جیل میں بطور شاہی قیدی نظر بند تھا۔ لیکن اس بار جب میں اس جیل میں آیا تو اس کے جیلر میجر حبیب اللہ تھے آپ احمدی مسلمان تھے اور انتہائی شریف اور خدا پرست۔ جیل میں پہنچتے ہی جب میں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ آج کل جیل کا سپرنٹنڈنٹ کون ہے تو انہوں نے جواب دیا۔ ایک فرشتہ! اور بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ وہ واقعی ایک فرشتہ تھے۔ مجھے کوئی دس گیارہ بار جیل جانا پڑا ہے۔ بلاخوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ ان جیسا ہمدرد اور نیک دل افسر میں نے شاید ہی اُس جیل میں دیکھا ہو۔ ان کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی۔ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ وہ کسی قیدی کو سزا نہیں دیتے تھے۔ اگر دینی بھی پڑ جائے تو کم سے کم۔ ان کا یہ نظریہ تھا۔ کہ جو لوگ کوئی جرم کر کے آتے ہیں۔ اگر جیل سے نکلنے سے پہلے انہیں کسی طرح احساس کرایا جائے۔ انہوں نے ایک غلطی کی ہے اور آئندہ نہیں کریں گے۔ تو یہ صرف اُن کی ہی نہیں بلکہ انسانیت کی خدمت ہوگی۔ اور خدا کی اس سے بڑی پرستش اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کے خیالات کا انسان کبھی کسی کا کچھ بگاڑتا نہیں۔ یہی وجہ تھی کہ سنٹرل جیل کے قیدی صرف ان کی عزت ہی نہیں۔ ان کی پرستش بھی کرتے تھے اس کی ایک اور وجہ بھی تھی۔ جو کہ میں نے پہلی بار اس جیل میں دیکھی تھی۔ اور جس سے ہم میجر حبیب اللہ کی شخصیت کا کچھ اندازہ لگا سکتے ہیں۔

ایک جیلر اپنی جیل کا نہ صرف سب سے بڑا حاکم ہوتا ہے بلکہ اس کے ماتحت جتنے بھی قیدی ہوتے ہیں۔ ان کی قسمت کا بھی مالک ہوتا ہے۔ چونکہ ہر جیل میں کئی قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ جن میں کئی جرائم پیشہ بھی ہوتے ہیں۔ کئی قتل کر کے آئے ہوتے ہیں اور کئی ڈاکہ زنی کے الزام میں قید ہوتے ہیں۔ بعض کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں یا تو پھانسی کی سزا ملے گی۔ یا عمر قید کی۔ اس لئے وہ کئی بار نہ صرف جیل کے بڑے سے بڑے افسر کی توہین کر دیتے ہیں۔ بعض اوقات اس پر حملہ بھی کر دیتے ہیں۔ اس لئے ہر جیل کا یہ قاعدہ ہوتا ہے کہ جب جیلر جیل کے معائنہ پر جاتا ہے تو اس کے ساتھ آٹھ دس اشخاص ضرور ہوتے ہیں۔ گرمیوں میں اس کے سر پر چھتر ہوتا ہے اور ایک شخص پیچھے پیچھے چوری جھلاتا چلتا ہے۔ یعنی جس طرح سے ایک بادشاہ اپنی سلطنت کا معائنہ کرنے جاتا ہے۔ اسی طرح جیل کا جیلر بھی چلتا ہے۔ میجر حبیب اللہ بھی جب جیل کا معائنہ کرنے جاتے تو ان کے آگے پیچھے بھی دس بیس اشخاص کی فوج ہوتی ان کے سر پر بھی چھتر ہوتا تھا۔ لیکن وہ اپنے ساتھ ایک سکھ گویّا بھی رکھتے تھے۔ جب وہ چلتے تو وہ گویّا جس کی آواز بے حد میٹھی تھی ان سے ۲۰ گز آگے چلتا تھا۔ اور وہ معرفت کا کوئی نہ کوئی گیت گاتا جاتا تھا۔ چنانچہ میجر صاحب کو جدھر جانا ہوتا۔ پانچ دس منٹ پہلے لوگوں کو پتہ لگ جاتا کہ جیلر صاحب آرہے ہیں۔ سب قیدی چوکنے ہو کر اپنی اپنی جگہ کھڑے ہو جاتے۔ ایک دن ہم نے ان سے پوچھا کہ وہ اس گویّے کو اپنے ساتھ کیوں رکھتے ہیں۔ کہنے لگے کہ ایک تو اس کا گانا مجھے بہت پسند ہے۔ دوسرا جب یہ گاتا ہے تو دور سے لوگوں کو پتہ چل جاتا ہے کہ جیلر آرہا ہے۔ وہ چوکنے ہو جاتے ہیں۔ اس طرح مجھے ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اور ایک دن براہ مذاق کہنے لگے۔ کہ جب مجھے اللہ تعالےٰ کے حضور میں پیش کیا جائے گا۔ اور میری کارگذاری کا روزنامچہ وہاں پڑھ کر سنایا جائے گا۔ تو گناہ تو شاید میں نے اور بھی کئی کئے ہوں گے۔ لیکن کسی بے گناہ کو سزا دینے کا گناہ میرے روزنامچہ میں نہیں ہوگا۔ اس لئے میں اس گانے والے کو آگے آگے چلاتا ہوں تاکہ اگر کوئی قیدی کوئی بے قاعدگی کر رہا ہو تو میرے وہاں پہنچنے تک وہ اس سے باز آجائے تاکہ اس کے خلاف مجھے کوئی کارروائی نہ کرنی پڑے۔ ہم نے کہا کہ وہ آپ کے جانے کے بعد اگر کوئی گناہ کرتا ہے تو پھر۔ کہنے لگے کہ جیل کے دوسرے افسر قیدیوں کو سزا دینے کا کام بڑی آسانی سے کر سکتے ہیں۔

میجر صاحب سیاسی قیدیوں کی بڑی عزت کرتے تھے۔ اُنہیں خود سیاست میں زیادہ دلچسپی نہ تھی۔ ان کی شادی بھی ایک انگریز عورت سے ہوئی تھی۔ پھر بھی وہ سیاسی قیدیوں کا احترام کرتے تھے۔ اور اکثر کہا کرتے تھے۔ کہ آپ لوگوں نے کوئی جرم نہیں کیا اپنے عقیدہ کی خاطر اگر آپ لوگ جیل میں آتے ہیں تو اس کے یہ معنے نہیں کہ آپ کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک کیا جائے۔ جیسا کہ دوسرے قیدیوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ جب وہ ہفتہ میں ایک دن ہمارے وارڈ کا معائنہ کرنے آتے تھے۔ تو اُن کے ساتھ جو دوسرے افسر یا قیدی ہوتے تھے۔ اُنہیں یہ حکم ہوتا تھا کہ وہ ہمارے وارڈ سے باہر ہی رہیں۔ اندر کوئی نہ آئے جو گانے والا ان کے ساتھ ہوتا تھا۔ وہ بھی باہر ہی کھڑا رہتا تھا۔ جبکہ وہ ہمارے وارڈ کے نزدیک آکر خاموش ہو جایا کرتا تھا۔ میجر حبیب اللہ اکیلے ہی ہمارے وارڈ میں آتے تھے۔ وہاں اُنہیں یہ ڈر نہ ہوتا تھا کہ اُن پر کوئی حملہ کرے گا یا ان کی کوئی توہین کرے گا۔ کئی بار ہم ان کے آنے سے پہلے چائے بنوا کر رکھ لیتے۔ اور جب آتے تو انہیں وہیں بٹھا لیتے اور چائے پینے کے لئے مجبور کر دیتے۔ وہ مان تو جاتے لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیتے کہ آپ لوگ مجھے کسی دن ملازمت سے برخاست کرا دیں گے۔

لیکن ان کا سب سے زیادہ ہمدردانہ سلوک مقدمہ سازش کے ان قیدیوں کے ساتھ تھا۔ جو بارہ بارہ اور چودہ چودہ برس سے جیل میں پڑے تھے۔ ہفتہ میں ایک بار انہیں بھی ملنے جاتے۔ وہ جو کہتے یہ اکثر کر دیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ میں انہیں رہا نہیں کر سکتا۔ یہ میری طاقت سے باہر ہے۔ لیکن جیل کے

(باقی ملاحظہ کیجئے صفہ پر)

تاثراتِ قادیان

اپنے ساتھ ایک یاد لائے!!

از محترمہ اعظم بشیر صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ حیدر آباد

کیا ہی مبارک اور بابرکت عزم تھا جو ہمیں حضرت مہدی علیہ السّلام کی آواز پر ہزارہا مشکلات اور رکاوٹوں کو عبور کرتے ہوئے قادیان دارالامان کی مقدس بستی لے گیا۔

دور ہی سے سفید اور چمکدار منارۃ المسیح، سرسبز جھاڑیوں کی اوٹ سے جب جھانکنے لگا تو ہمارے دل میں جذبات وخواہشات کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اُمڈ آیا اور پھر ایک سیلاب کی شکل اختیار کر کے آنکھوں سے رواں ہو گیا۔ اس وقت ہماری زبان یوں گویا تھی کہ ؎

یہ کون سا جہاں ہے — نیا ہی آسماں ہے
نئی ہی سرزمیں ہے — خیال ہے گماں ہے
گماں کیا یقیں ہے — نواحِ قادیاں ہے

دار المسیح کے گیٹ پر پہنچ کر سب سے پہلے ہم نے اُس قادر توانا خدا کا شکر ادا کیا جس نے عالم خواب کو حقیقت کا روپ بخشا۔

اس کے بعد ہم قادیان شریف کی مصروفیات میں کچھ ایسے کھو گئے کہ ہمیں کسی بات کا خیال ہی نہ رہا۔ قادیان کی مصروفیات کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ پنج وقتہ نماز باجماعت۔ ۲۔ نماز تہجد باجماعت۔ ۳۔ قرآن شریف کی تلاوت۔ ۴۔ نوافل کی ادائیگی۔ ۵۔ ذکر الٰہی۔ ۶۔ دعائیں۔ ۷۔ مقاماتِ مقدسہ کی زیارت۔ ۸۔ جلسوں میں حاضری ۹۔ میٹنگوں میں شرکت۔ ۱۰۔ رات مسجد مبارک میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تقاریر بذریعہ ٹیپ ریکارڈ سننا۔ ۱۱۔ فجر کی نماز کے بعد درس میں شرکت۔ ۱۲۔ درویش بہنوں سے تعارف۔ ۱۳۔ ہندوستان اور دیگر بیرونی ممالک سے آنے والی بہنوں سے تعارف۔

غرض! کہاں تک گنواؤں — بس ایسے محسوس ہوتا تھا کہ وقت کم ہے اور مصروفیات زیادہ ہیں۔

اس سال جلسہ سالانہ کی رونق ہی کچھ اور تھی خلاف معمول اس سال ایک تیر دلمیں پیوست ہو گیا ہے۔ اور ایک میٹھے درد کا باعث بن گیا ہے۔ وہ تیر کیا ہے؟ — ایک تڑپ ہے۔ ایک جذبہ ہے — ایک خواہش ہے — ایک ارمان ہے — کہ ہماری اور ہماری اولاد کی زندگیاں غلبۂ اسلام میں کام آئیں — ورنہ ہمیں اُس دین دلوانے کی جماعت کہلانے کا کوئی حق نہیں ہے۔ یہ وہ دین دلوانہ تھا جس کے ذریعہ ہم نے خالق کائنات کو اس کے اصلی روپ میں پہچانا۔ اور جس نے اسلام کی بقا کے لئے راتیں رو رو کر کاٹیں اور دن مخالفوں کے تیروں کی بوچھاڑ سہتے ہوئے گذارا —

مگر زبان پر یہ تھا کہ

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار یہ خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا۔ میری تبلیغ کو دنیا کے کنارے تک پہنچائے گا — اور لوگ میری طرف کثرت سے آئیں گے۔"

یوں تو ہر سال ہم جلسہ سالانہ پر اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھتے آئے ہیں مگر اس سال اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی شوکت ہی کچھ اور تھی۔ بیرونی ممالک سے آنے والے مہمان حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی صداقت کا ایک زندہ نشان تھے اور ان مہمانوں کی آمد دنیائے اسلام کو اُن خدائی وعدوں کے پورا ہونے پر غور و فکر کرنے کی دعوت دے رہی تھی کہ

اے حق شناسو! دیکھو تو سہی! کیا یہ انسانی کام ہو سکتے ہیں!؟؟

میرے دل نے یہ محسوس کیا اور میری آنکھوں نے یہ دیکھا کہ اُن غیر ملکی احمدی مہمانوں کے دلوں پر فرشتوں کا نزول ہو رہا تھا ورنہ کجا قادیان اور کجا بیرونی ممالک — مادی لحاظ سے ان دونوں میں ہزارہا میل کا طویل فاصلہ — ! فرشتوں نے ان کے دلوں کو اسطرف پھیرا اور وہ قادیان کی زیارت کی تمنا لے کر سات سمندر پار کر کے۔ مالی قربانی کر کے۔ عزیز و اقارب کو چھوڑ کر۔ موسم اور غذا کی تبدیلی کی پرواہ کئے بغیر جوق در جوق دیارِ مسیح میں اللہ تعالیٰ کے آستانے پر اپنی پیشانیوں کو رگڑنے گڑگڑانے۔ رونے اور فریاد کرنے کے لئے حاضر ہو گئے۔ بیت الدعا اور بیت الفکر میں ان مہمانوں کی آہ و بکا تزکیہ نفس اور غلبۂ اسلام کے لئے نالہ و فریاد حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے پیدا کردہ روحانی انقلاب کی منہ بولتی تصویر تھا۔ اور یہ دیکھ کر ہمارے دل کی گہرائیوں سے یہ صدا بلند ہوتی رہی کہ یہ سیاہ فام اور یہ گورے فام حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی صداقت کا ایک زندہ نشان ہیں۔ الحمد للہ۔

جب بھی اُن غیر ملکی CONVERTED احمدیوں سے گفتگو کا موقعہ ملا۔ ہم نے یہ چیز نوٹ کی کہ اُنکی گفتگو میں متانت، سنجیدگی، مستقل مزاجی اور خوشی و مسرت کا امتزاج پایا جاتا تھا۔ دورانِ گفتگو — "الحمد للہ"، "انشاء اللہ"، "جزاکم اللہ" بر موقعہ ضرور استعمال کرتے جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اسلام کی ہر چھوٹی سی چھوٹی تعلیم پر بھی عمل پیرا ہیں فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس سال ہماری ہر دل عزیز صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے اپنی انتظامیہ کے ذریعہ مستورات کے لئے نمازوں وغیرہ کا اچھا خاصا انتظام کر رکھا تھا۔ ہماری بعض بہنوں کو نماز کے آداب اور نماز کے اوقات ممنوعہ وغیرہ کا علم نہیں۔ آپ نے اور آپ کی دیگر عہدیداران نے اس کام کو احسن رنگ میں سرانجام دیا۔ اور بہنوں کو اسلامی احکام سے آگاہ کیا۔ جزاھم اللہ تعالیٰ۔

اس سال مستورات کا جلسہ گاہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری دیرینہ خواہش پوری کی اور مستورات کے لئے ایک کافی کشادہ اور صاف ستھرا جلسہ گاہ تیار ہو گیا۔ جلسہ گاہ کے درمیان ایک بڑا اسٹیج بنا کر شامیانہ لگا دیا گیا تھا۔ اسٹیج کے ایک جانب مہمانوں کے لئے کرسیاں بچھا دی گئی تھیں۔ لاؤڈ سپیکر کا اچھا انتظام تھا۔ کافی تعداد میں والنٹیرز موجود تھیں۔ کوئی پانی پلا رہی تھی تو کوئی خاموشی کی تلقین کر رہی تھی۔ کوئی کسی مہمان کی راہ گیری کے لئے مقرر تھی تو کوئی بچوں کو بہلانے میں مصروف تھی۔ غرض اُس حُسنِ انتظام کو دیکھ کر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے احسانات یاد آنے لگے۔ ؏

ملت کے اُس فدائی پر رحمت خدا کرے۔

لیکن آن کی آن میں ہمارا مختصر سا قیام دارالامان ختم ہو گیا اور ہم مجبوراً تختِ مسیح محمدی کو الوداع کہکر دلمیں خواہشات کا انبار لئے بوجھل دل کے ساتھ حیدر آباد کے لئے چل پڑے اور بوقتِ رخصت اہل قادیان سے یہ خواہش اور درخواست کرتے جا رہے تھے کہ ؎

جب کبھی تم کو ملے موقع دعائے خاص کا
یاد کر لینا ہمیں اہلِ وفائے قادیاں

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو قادیان دارالامان میں حاضر ہونے اور اُسکی برکات سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جیل کا جیلر بقیہ صفحہ ۸

بقیہ صفحہ ۸

اندر یہ مجھ سے جو مانگنا چاہیں۔ مانگ سکتے ہیں۔ انہیں ان نوجوان لڑکوں پر رحم آتا تھا۔ کہ ان کی جوانی جیل میں ہی برباد ہو رہی ہے۔ لیکن یہ کر کچھ نہ سکتے تھے۔

شاہ پور میں بھی جیلر ایک مسلمان تھا اور لاہور میں بھی جیلر ایک مسلمان تھا۔ دونوں کے طرزِ عمل میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ لیکن ایک بات ثابت ہو گئی کہ دونوں میں ایک ہندو جیلر کی نسبت زیادہ جرأت اور دلیری تھی۔ ایک دن میرے گھر سے کچھ پہننے کے کپڑے اور کھانے کا سامان آیا۔ جو شخص لے کر آیا تھا۔ وہ للت کو بھی اپنے ساتھ لے آیا۔ اس وقت اس کی عمر اڑھائی تین برس کی ہو گی۔ جب یہ جیل کے وارڈر کو سامان دے رہے تھے تو مقدمہ سازش کے سردار گلاب سنگھ پاس کھڑے تھے۔ اُنہوں نے پوچھا کہ یہ بچہ کس کا ہے؟ جو شخص ساتھ آیا تھا۔ اُس نے کہا کہ یہ ویریندر جی کا لڑکا ہے۔ اس پر سردار گلاب سنگھ نے للت کو گود میں اُٹھا لیا اور ڈپٹی جیلر سے کہا کہ وہ اسے اندر لیجانا چاہتے ہیں۔ پہلے تو ڈپٹی جیلر نہ مانا۔ پھر اس نے جیل سپرنٹنڈنٹ میجر حبیب اللہ کو ٹیلیفون کیا کہ سردار گلاب سنگھ ایک چھوٹے بچے کو اندر لے جانا چاہتے ہیں۔ اُنہوں نے پوچھا کہ کون ہے۔ جب اُس نے بتایا کہ ویریندر کا لڑکا ہے تو انہوں نے کہا کہ جانے دو۔ سردار گلاب سنگھ للت کو اپنی گود میں اُٹھائے اندر لے آئے۔ ہم سب اسے دیکھ کر حیران ہو گئے۔ جب مَیں نے اسے اپنی گود میں اُٹھایا تو اس نے میرے کان میں کہا کہ اس کے کوٹ کی جیب میں ایک خط ہے جو اس کی ماں نے دیا تھا۔ مَیں نے وہ خط اس کی جیب سے نکال لیا اور پندرہ بیس منٹ کے بعد سردار گلاب سنگھ اسے واپس ڈیوڑھی میں چھوڑ آیا۔

شاہ پور میں بھی للت کو جیل کے اندر آنے کی اجازت مل گئی تھی اور لاہور میں بھی۔ دونوں جگہ جیلر مسلمان تھے۔ لیکن سیالکوٹ کا ہندو جیلر اس کے لئے تیار نہ ہوا۔ اس سے ہم اس وقت کے سیاسی حالات کا کچھ اندازہ لگا سکتے ہیں۔

(روزنامہ پرتاپ جالندھر ۹/۱ ص۳)

درخواستِ دُعا

محترم برادرم غلام رسول صاحب رشی آف آسنور کشمیر کے دو بیٹے عزیز صلاح الدین رشی اور عزیز غلام نبی رشی بالترتیب دِل کے عارضہ اور ٹانگوں سے معذور ہونے کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہیں ہر دو کا اپریشن ہونے والا ہے تمام بزرگان و احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ہر دو عزیزان کے لئے دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفاء کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور صحت و تندرستی سے نوازے اور اُن کی جملہ مشکلات کو دُور فرمائے۔ آمین۔

خاکسار۔ امیر احمد درویش قادیان

تعزیتی قرار دادیں بقیہ صفحہ (۲)

بنستہ مورخہ ۲۳ جنوری ۷۷ء بعد نماز ظہر مسجد مبارک میں ایک اجلاس عام میں تمام حاضر الوقت احباب قادیان و بیرون کے سامنے پڑھ کر سنایا گیا جس پر جملہ احباب نے اتفاق کا اظہار کیا کہ :-

حضرت الحاج مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آپ اپنے ماموں اور خسر محترم حضرت حافظ شیخ حامد علی صاحب رضی اللہ عنہ کی ترغیب پر نوعمری میں ہی قادیان بغرض حصول تعلیم تشریف لائے اور مولوی فاضل پاس کرنے کے بعد سالہا سال تک مدرسہ احمدیہ میں بطور مدرس خدمات سرانجام دیں اور حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے علاوہ تعلیمی خدمات کے آپ نے جنرل پریذیڈنٹ لوکل انجمن احمدیہ۔ قاضی سلسلہ۔ ناظم دار القضاء۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ۔ اور انتظام جلسہ سالانہ میں ناظم سپلائی وغیرہ اہم عہدوں پر بڑی تندہی اور خوش اسلوبی سے کام کیا اور بسا اوقات مفاد سلسلہ کی خاطر قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ تقسیم ملک کے بعد ۱۶ نومبر ۱۹۴۷ء کو سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو قادیان میں امیر مقامی اور پھر ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو ناظر اعلیٰ کے اہم کلیدی عہدوں پر فائز فرمایا۔ جنہیں آپ نے آخر وقت تک نہایت ذمہ داری اور خوش اسلوبی کے ساتھ نبھایا۔ علاوہ ازیں دورِ درویشی میں باوجود نامساعد حالات کے آپ بھاری اکثریت سے میونسپلٹی کے الیکشن میں جیت کر ایک عرصہ تک بطور پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی خدمت خلق کا کام سرانجام دیتے رہے۔ اور تمام غیر مسلم احباب بھی آپ کی قابلیت اور حسن انتظام اور اعلیٰ قیادت پر ہمیشہ ہی مطمئن رہے۔

حضرت مولانا صاحب مرحومؓ پرانے بزرگ صحابی ہونے کے علاوہ سلسلہ کے ایک جیّد عالم بلکہ موجودہ تمام مبلغین و معلّمین کے اُستاد تھے خصوصًا علم فقہ اور میراث میں آپؓ کو عبور حاصل تھا عالم باعمل ایسے کہ نوجوان اور باہمت لوگ بھی آپ کی قوت عمل اور پابندیٔ صوم و صلوٰۃ پر رشک کرتے تھے درویشانہ ماحول میں آپؓ کا وجود بہت ہی بابرکت۔ پُر شفقت۔ دلداری اور ڈھارس دالا تھا جس سے نہ صرف اپنے بلکہ غیر بھی مستفید ہوتے۔ صائب الرائے اور نہایت تجربہ کار اور انتظامی امور میں یدِ طولیٰ رکھنے والے۔ صاف دل۔ صاف گو۔ اور یک رنگ بزرگ تھے آپؓ کی وفات ہم سب درویشوں کے لئے ایک عظیم صدمہ ہے جس سے ایک بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خلا کو اپنی رحمت سے پُر فرمائے اور حضرت مولانا صاحبؓ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اور آپؑ کے مطاع سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب خاص میں جگہ دے اور جملہ پسماندگان کا ہر طرح حافظ و ناصر اور متکفل ہو۔ انہیں صبر جمیل کی توفیق دے۔ اور ہم سب کو انکے نقش قدم پر چلنے کی سعادت نصیب فرمائے آمین ۔

اس موقعہ پر ہم حضرت مولانا صاحب مرحومؓ کے جملہ اقارب کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔

۵۔ قرار داد تعزیت منجانب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ و مقامی قادیان

بتاریخ ۱۲/۱۳ جنوری کی درمیانی شب پونے دو بجے حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان اچانک دل کا شدید دورہ پڑنے کے سبب اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ اس اندوہناک سانحہ پر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ و اراکین مجلس خدام الاحمدیہ مقامی قادیان نے بالاتفاق یہ تعزیتی قرار داد منظور کی کہ :-

حضرت مولوی صاحبؓ مرحوم سلسلہ کے ایک مخلص فدائی اور ممتاز وجود تھے ۔ آپؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آپؓ اپنے ماموں حضرت شیخ حامد علی صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السّلام جو کہ آپ کے خسر بھی تھے کی ہدایت پر نوعمری میں ہی قادیان بغرض حصول تعلیم تشریف لائے ۔ ۱۹۱۰ء میں مدرسہ احمدیہ قادیان سے فارغ التحصیل ہو کر مولوی فاضل پاس کیا اور اُسی وقت سے سلسلہ کی خدمات سرانجام دے رہے تھے ۔ اس طرح ۶۲ سال کا طویل عرصہ حضرت مولوی صاحبؓ مرحوم نے سلسلہ کی خدمات بجا لائیں ۔ اس دوران آپؓ مدرسہ احمدیہ میں بطور ہیڈ ماسٹر رہے اور اس کے ساتھ قاضی سلسلہ ۔ ناظم دار القضاء ۔ جنرل پریذیڈنٹ لوکل انجمن احمدیہ قادیان ۔ ناظم سپلائی اجناس جلسہ سالانہ کے اہم فرائض سرانجام دیتے رہے ۔

تقسیم ملک کے بعد آپؓ نے قادیان میں قیام کو ترجیح دی ۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے آپؓ کو قادیان میں امیر مقامی اور پھر ناظر اعلیٰ کے اہم عہدوں پر فائز کیا ۔ جن کو آپؓ نے آخری وقت تک نہایت درجہ خوش اسلوبی اور ذمہ داری کے ساتھ سرانجام دیا ۔ آپؓ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے ۔ پرانے بزرگ عالم ہونے کے سبب سلسلہ کے جملہ مبلغین و علماء کے اُستاد تھے ۔ علم میراث اور علم فقہ کے بہت بڑے عالم مانے جاتے تھے ۔ انتظامی امور پر آپؓ کو بہت دسترس حاصل تھی ۔ قادیان اور گرد و نواح کے غیر مسلموں کے ساتھ آپؓ کے گہرے تعلقات تھے ۔ میونسپل کمیٹی قادیان کے ابتدائی ممبر رہے ۔ اور ایک عرصہ تک بطور پریذیڈنٹ کام کرتے رہے اور آپکی قیادت پر تمام غیر مسلم ممبران کمیٹی مطمئن رہے ۔

محترم مولوی صاحبؓ مرحوم دنیوی امور میں وقت کے بہت پابند تھے اپنی تمام زندگی جماعت کو خطبات اور زریں نصائح سے نوازا مجلس ہذا کے ساتھ بھی حضرت مولوی صاحبؓ مرحوم کا ہمیشہ مشفقانہ سلوک رہا اور ہر مشکل وقت میں اپنے بیش قیمت مشوروں سے نوازتے رہے جس سے مجلس کی بہترین رہنمائی ہوتی رہی ۔ نیز نوجوانوں کی اصلاح و بہبودی کے لئے ہمیشہ آپؓ کے دل میں تڑپ رہی ۔ اور ہر آن آپؓ اُس کے لئے کوشاں رہے ۔ افسوس کہ ہم حضرت مولوی صاحبؓ مرحوم کی اعلیٰ صلاحیتوں اور مشفقانہ و پدرانہ سلوک سے محروم ہو گئے ۔

اس ناگہانی المیہ پر ہم اراکین مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ و مقامی قادیان حضرت مولوی صاحبؓ کے اہل و عیال اور جملہ پسماندگان سے نہایت درد بھرے دِل کے ساتھ اظہار تعزیت کرتے ہیں ۔ اور بارگاہِ ربّ العزت میں دست بدُعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علّیین میں مقام قرب عطا فرمائے ۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کو نعم البدل سے نوازے ۔ اور آپؓ کے جُملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہم سب کو مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ امین ۔

۴۔ قرار داد تعزیت منجانب لجنہ اماء اللہ مرکزیہ و مقامی قادیان

افسوس ۱۳ جنوری ۱۹۷۷ء بروز جمعۃ المبارک حضرت الحاج مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان وفات پا گئے ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

حضرت مولانا صاحبؓ کی اچانک وفات حسرت آیات پر عہدیداران لجنہ اماء اللہ و ممبرات نے نہایت گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ایک ہنگامی اجلاس منعقد کر کے مندرجہ ذیل قرار داد تعزیت منظور کی ۔

حضرت الحاج مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا آپ بغرض تعلیم نوعمری میں ہی قادیان تشریف لائے اور مولوی فاضل پاس کرنے کے بعد سالہا سال تک مدرسہ احمدیہ میں بطور مدرس خدمات سرانجام دیں ۔ اور پھر آپ مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے آپ نے بطور جنرل پریذیڈنٹ لوکل انجمن احمدیہ ۔ قاضی سلسلہ ۔ ناظم دار القضاء ۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ ۔ انتظام جلسہ سالانہ میں ناظم سپلائی وغیرہ اہم عہدوں پر بڑی ہمت اور خوش اسلوبی سے کام کیا بعض دفعہ مفاد سلسلہ کی خاطر قید و بند کی صعوبتیں بھی اُٹھائیں ۔

تقسیم ملک کے بعد ۱۶ نومبر ۱۹۴۷ء کو سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو قادیان میں امیر مقامی اور پھر ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو ناظر اعلیٰ کے اہم کلیدی عہدوں پر فائز فرمایا جسے آپ نے آخر دقت تک نہایت ذمہ داری سے نبھایا ۔ علاوہ ازیں آپ میونسپل کمیٹی قادیان کے سالہا سال تک ممبر اور ایک عرصہ تک پریذیڈنٹ بھی رہے ۔ تمام غیر مسلم بھی آپ کی قابلیت اور حسن انتظام کی داد دیتے ہیں ۔

حضرت مولانا صاحبؓ مرحوم نے باوجود ضعیف العمری کے ناصرات کی اکثر بچیوں کو قرآن مجید ناظرہ و باترجمہ ختم کروایا ۔ آپ کے طویل تجربہ پر مبنی اور شرع اسلامی کے مطابق حکیمانہ اور مدبرانہ مشوروں سے طبقۂ نسواں اور لجنہ اماء اللہ مرکزیہ و مقامی نصرت گرلز اسکول کی تنظیمات پوری طرح مستفید ہوتی رہی ہیں ایک مشفق سرپرست کی حیثیت میں آپ اُن سب کی بہبود کے لئے فکر مند رہتے بزرگوں کو ان کے حالات سے باخبر رکھتے بچیوں کی شادی میں شرکت فرما کر انہیں مفید نصائح فرماتے اور اپنی دعاؤں سے رخصت فرماتے طبقۂ نسواں کی جائز شکایات کے ازالہ اور شکر رنجیوں کو رفع کرنے کے لئے جو کسی اور مستعدی دکھاتے اور دعاؤں سے بھی مدد فرماتے ۔ درویشانہ ماحول میں آپ کا وجود بہت ہی بابرکت پُر شفقت دلداری اور ڈھارس دینے والا تھا ۔ صاف دل صاف گو اور یک رنگ بزرگ تھے آپ کی وفات ہم سب ممبرات اور عہدیداران کے لئے ایک عظیم صدمہ ہے جس سے ایک بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے ۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خلا کو اپنے فضل سے پورا کرے اور مولانا صاحبؓ مرحوم کو اعلیٰ علّیین میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب میں خاص مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

اس موقع پر جملہ عہدیداران لجنہ اماء اللہ مرکزیہ و مقامی و ممبرات لجنہ اماء اللہ قادیان حضرت مولانا صاحبؓ کے پسماندگان و جملہ اراکین کے غم میں برابر کی شریک ہیں اور دلی تعزیت کا اظہار کرتی ہیں ۔ پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ قرار داد منظور ہے ۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ اور تدفین (بقیہ صفحہ اوّل)

احباب جماعت نے قبر پر مٹی ڈالی اور قبر تیار ہو جانے پر محترم صاحبزادہ صاحب نے سب احباب سمیت اجتماعی دُعا کی۔ قبر پر مٹی ڈالنے اور آخری دُعا کے وقت حضرت مرحوم کی بزرگی اور آپؓ سے ذاتی دیرینہ تعلقات کی بناء پر بہت سے غیر مسلم دوستوں نے بھی شرکت کی اور احباب جماعت سے مل مل کر تعزیت کرتے رہے اور مولانا صاحب کے مناقب بیان کرتے رہے۔

یہ غیر مسلم دوست قادیان کے علاوہ قادیان کے مضافات بٹالہ اور ننگل، ڈلہ، بھینی، دراپُر، ڈھیئی۔ صلاح پوری۔ پنڈوری طفل دارکوٹ ٹوڈرمل۔ ٹھیکری والہ۔ رجادہ۔ بسراواں۔ رام پورہ۔ کالہواں وغیرہ متعدد مقامات سے مولانا صاحب کی وفات کی خبر سُن کر تعزیت کے لئے تشریف لائے تھے۔

حضرت مولانا صاحبؓ مرحوم کے رشتہ داروں میں سے مؤرخہ ۲۱ جنوری کو مکرم محمد ناصر صاحب قریشی بریلی سے تشریف لائے جب کہ ۲۲ جنوری کو مکرم ڈاکٹر محمد راشد صاحب مکرم محمد شاہد صاحب محترمہ نصیرہ خاتون صاحبہ (نسبتی ہمشیرہ حضرت مولانا صاحبؓ) مکرم عتیق احمد صاحب۔ اسی طرح شاہجہانپور سے مکرم قریشی محمد صادق صاحب اور اُن کی اہلیہ محترمہ۔ مکرم ڈاکٹر محمد عابد صاحب مکرم فاروق احمد صاحب۔ مکرم محمد شاہد صاحب وسیم تشریف لائے۔ اسی طرح جموں سے مکرم

قریشی عبدالماجد صاحب پی۔ایچ۔ڈی شریک جنازہ ہوئے اور ان کے علاوہ مکرم میر عبدالحمید صاحب آف یاری پورہ، جموں میں اطلاع پانے پر قادیان تشریف لائے۔

حضرت مولانا صاحبؓ مرحوم کی علالت کے دوران محترم ڈاکٹر کیدار ناتھ صاحب نے خاص توجہ اور ہمدردی سے متعدد بار تشریف لا کر علاج معالجہ میں مدد دی اور بعد از وفات جنازہ بہشتی مقبرہ میں لے جانے کے وقت سے لے کر تدفین کی تکمیل تک مع دیگر غیر مسلم دوستوں کے احباب جماعت میں موجود رہے۔ اسی طرح حضرت مولوی صاحب کی تشویشناک علالت کے آخری مرحلہ پر مقامی سول ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر جناب موجی صاحب نے آکسیجن دینے کا انتظام بہم پہنچا کر شکریہ کا موقعہ دیا۔ اور بعد از وفات خود بھی تعزیت کے لئے تشریف لائے۔ نیز جناب سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ ایم ایل اے مع مسز باجوہ و سردار صاحب موصوف کے ہمزلف سردار جوگندر سنگھ صاحب، حضرت صاحبزادہ صاحب کے پاس تشریف لائے۔

اس جگہ یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ جلسہ سالانہ کے بعد کشمیر کے متعدد دوست یہاں ہی قیام پذیر ہیں وہ سب دوست بھی شریکِ جنازہ ہوئے۔ ان میں خاص طور پر قابلِ ذکر مکرم عبدالسلام صاحب ٹاک۔ مکرم

عبدالحمید صاحب ٹاک۔ مکرم مولانا عبدالواحد صاحب فاضل اور مکرم مولوی نور احمد صاحب۔

اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

منظوری ممبران مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان برائے سال ۱۹۷۷ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سال ۱۳۵۶ ہش (۱۹۷۷ء) کے لئے مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کے مندرجہ ذیل ممبران کی منظوری عطا فرمائی ہے:۔

(۱) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ...... صدر مجلس
(۲) مکرم چوہدری فیض احمد صاحب ناظر بیت المال آمد ...... ممبر
(۳) مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ .. ممبر
(۴) مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب نائب ناظر ریٹائرڈ .... سیکرٹری بہشتی مقبرہ

ناظر اعلیٰ قادیان

منظوری ممبران مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ قادیان برائے سال ۱۹۷۷ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سال ۱۳۵۶ ہش (۱۹۷۷ء) کے لئے مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ قادیان کے مندرجہ ذیل ممبران کی منظوری عطا فرمائی ہے:۔

(۱) حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل .... وکیل الاعلیٰ و صدر مجلس
(۲) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ...... وکیل التعلیم والتبشیر
(۳) مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے .... وکیل المال
(۴) " قریشی عطاء الرحمٰن صاحب .... رُکن
(۵) " منظور احمد صاحب سوز ایم اے ...... "
(۶) " سیٹھ محمد معین الدین صاحب .... "
(۷) " سید اختر احمد صاحب اورینوی ...... "

قائمقام ناظر اعلیٰ قادیان

اعلانِ نکاح

مؤرخہ ۱۹ صلح ۱۳۵۶ ہش (۱۹ جنوری ۱۹۷۷ء) کو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ نے بعد نماز مغرب عزیزم مکرم چوہدری مختار احمد صاحب ابن مکرم چوہدری غلام حسین صاحب درویش کے نکاح کا اعلان عزیزہ امۃ اللطیف صاحبہ بنت مکرم عبدالرحیم صاحب سندھی درویش کے ہمراہ بعوض مبلغ دو ہزار (۲۰۰۰/-) روپے حق مہر فرمایا۔ احباب جماعت اس رشتہ کے جانبین کیلئے باعث برکت اور مثمر ثمراتِ حسنہ بننے کے لئے دُعا فرمائیں۔ اس موقعہ پر مکرم مختار احمد صاحب نے مبلغ ۱۵/- روپے اعانت بدر اور ۵/- روپے شکرانہ فنڈ میں ادا کئے ہیں۔ جزاہم اللہ تعالیٰ۔ (ایڈیٹر)

VARITYCHAPPAL PRODUCTS KANPUR
PHONES:- 52325/52686 P.P
پائیدار بہترین ڈیزائین:۔
لیدر سول و ربر شیٹ کے سینڈل۔ زنانہ و مردانہ چپلوں کا واحد مرکز
آپ کا اپنا ← ورائٹی چپل پروڈکٹس
(مکھنیا بازار کانپور ۴۲/۲۹)

ہر قسم اور ہر ماڈل
کے موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے "آٹو ونگس" کی خدمات حاصل فرمائیے!
AUTOWINGS
آٹو ونگس
32, SECOND MAIN Road
C.I.T. COLONY
MADRAS-600004,
Phone No: 76360.

سینگوں اور گھاس سے تیار کردہ دلآویز مصنوعات!
۱۔ سینگ اور لکڑی سے تیار کردہ پرندوں اور جانوروں کی دلآویز شکلیں۔
۲۔ گھاس سے تیار کردہ منارۃ المسیح۔ مسجد اقصیٰ۔ مختلف مناظر۔ دُنیا بھر کی مساجد احمدیہ۔ اور مشن ہاؤسز کی تصاویر جو تبلیغی فوائد رکھتی ہیں۔
۳۔ عید مبارک کے کارڈ اور دیگر تصاویر۔
خط و کتابت کا پتہ:۔
THE KERALA HORNS EMPORIUM
TC-38/1582 MANACAUD
TRIVANDRUM (Kerala)
PIN-695009.
PHONE NO: 2351
P.B. NO. 128
CABLE:- "CRESCENT"

ضروری اعلان

بسلسلہ انتخابات عہدیداران مجالس خدام الاحمدیہ بھارت

عہدیداران مجالس خدام الاحمدیہ بھارت، کے آئندہ دو سالہ انتخابات ہو کر یکم مئی ۱۹۷۷ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۷۹ء تک نئے عہدیداران کام کریں گے۔ لہٰذا اس تاریخ سے آئندہ دو سال کے لئے عہدیداران مجالس خدام الاحمدیہ بھارت کا انتخاب کروا کر دفتر ہذا کی منظوری حاصل کر لی جانی ضروری ہے۔ لہٰذا امراء اور صدر صاحبان سے گزارش ہے کہ وہ مہربانی فرما کر اپنی اپنی جماعت کے نئے عہدیداران خدام الاحمدیہ کا حسب قواعد انتخاب کر کے اس کی مفصّل رپورٹ دفتر ہذا میں لغرض ضروری کارروائی بھجوا دیں۔

انتخاب قائد یا زعیم سے متعلق مندرجہ ذیل امور مدّنظر رکھنے ضروری ہیں:-

(۱) قائد کا انتخاب علی الترتیب مرکزی نمائندہ۔ قائد علاقائی۔ قائد ضلع۔ امیر مقامی یا پریذیڈنٹ صاحب کی صدارت میں ہونا چاہیئے۔ ان میں سے ایک سے زائد کی موجودگی کی صورت میں مندرجہ بالا ترتیب مدّنظر رکھنی ضروری ہوگی۔ کسی ایسے خادم کی صدارت میں کوئی انتخاب نہیں ہوگا جس میں اس کا اپنا نام پیش ہو سکتا ہو۔ زعیم حلقہ کا انتخاب قائد مقامی یا اس کے کسی نمائندہ کی صدارت میں ہوگا۔

(۲) جس خادم کا نام قیادت یا زعامت کے لئے پیش کیا جائے وہ پنجوقتہ نماز باجماعت کا پابند ہو۔ جماعت اور مجلس کے لازمی چندوں کی ادائیگی میں باقاعدہ ہو۔ راستباز۔ دیانتدار اور مجلس کے نظام کا پابند ہو۔ ڈاڑھی نہ منڈواتا ہو۔ لیکن اگر کسی جگہ ڈاڑھی والا موزوں خادم نہ ملے تو پھر مرکز سے استثنائی صورت میں اجازت لی جا سکتی ہے۔

(۳) قائد کا انتخاب دو سال کے لئے ہوتا ہے۔ اور کوئی خادم متواتر دو دفعہ سے زیادہ منتخب نہ ہو سکے گا۔ زعیم حلقہ کا انتخاب ایک سال کے لئے ہوتا ہے۔ کوئی خادم اس عہدہ کے لئے متواتر چار دفعہ سے زیادہ منتخب نہیں ہو سکے گا۔ دونوں صورتوں میں پانچویں سال تبدیلی لازمی ہے۔

(۴) یہ انتخاب اعلانیہ ہونا چاہیئے۔ (مثلاً ہاتھ کھڑا کر کے) ایسے مواقع پر کسی کے خلاف پروپیگنڈہ کرنا ناپسندیدہ اور معیوب ہے۔ ایسا کرنے والے کے متعلق اگر کسی کو علم ہو تو اس کی اطلاع کرنی چاہیئے۔ اسی طرح ایسے انتخابات کے موقع پر غیر جانبدار رہنا بھی درست نہیں۔ کسی نہ کسی کے حق میں اپنا ووٹ ضرور استعمال کیا جائے۔

(۵) انتخابات کی رپورٹ صدر مجلس کی خدمت میں مطبوعہ فارم پر آنی چاہیئے۔ انہیں انتخاب کے منظور یا نامنظور کرنے کا اختیار ہے۔

(۶) انتخاب صرف قائد یا زعیم کا ہوتا ہے۔ بقیہ عہدیدار قائد یا زعیم، نامزد کر کے قواعد کے مطابق منظوری حاصل کرتے ہیں۔

(۷) مرکز سے منظوری آنے پر نئے عہدیداران کام سنبھال لیں گے۔ اس وقت تک سابقہ عہدیدار ہی برقرار رہیں گے۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

دینی نصاب برائے امتحان جماعتہائے بھارت

بابت سال ۱۳۵۶ ہش (۱۹۷۷ء)

جملہ جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امتحان دینی نصاب بابت سال ۱۳۵۶ ہش (۱۹۷۷ء) کے لئے سیدنا حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تحریرات کا مجموعہ "شانِ رسولِ عربی" کا نصف اوّل ص۱ تا ص۲۵ یعنی "آنحضرت پر درود بھیجنے کا راز" تک کا حصہ مقرر کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا آخری نصف اگلے سال کے لئے ہے۔

۲۔ جملہ مبلغین، معلمین اور صدر صاحبان۔ جملہ سیکرٹریان و انسپکٹر صاحبان سے امید کی جاتی ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقوں میں اس دینی نصاب میں شامل ہونے کی احباب و مستورات اور بچے بچیوں میں تحریک کریں گے۔ اور امیدواران کی فہرستیں جلد مرکز میں بھجوا دیں گے۔

۳۔ امتحان کی تاریخ مؤرخہ ۷ ظہور ۱۳۵۶ ہش (۷ اگست ۱۹۷۷ء) بروز اتوار مقرر ہوئی ہے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

تیسرا آل اڑیسہ خدام الاحمدیہ سالانہ اجتماع

بمقام جماعتِ احمدیہ پینکال مؤرخہ ۱۹ و ۲۰ فروری ۱۹۷۷ء بروز ہفتہ و اتوار

جملہ خدام الاحمدیہ صوبہ اڑیسہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اس سال تیسرا آل اڑیسہ خدام الاحمدیہ سالانہ اجتماع بمقام جماعتِ احمدیہ پینکال مؤرخہ ۱۹ و ۲۰ فروری بروز ہفتہ و اتوار طے پایا ہے۔

ہفتہ کی صبح چونکہ پروگرام شروع ہو جائے گا۔ لہٰذا ۱۸ فروری بروز جمعہ کی شام تک خدام پینکال پہنچ جانے کی کوشش کریں۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

حضرت الحاج مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل کی وفات پر جناب گیانی ذیل سنگھ صاحب چیف منسٹر پنجاب کی طرف سے

اظہارِ تعزیت

حضرت الحاج مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و امیر جماعتِ احمدیہ قادیان کی وفات پر جناب گیانی ذیل سنگھ صاحب چیف منسٹر پنجاب نے اظہار افسوس فرمایا ہے اور آل انڈیا ریڈیو دہلی و جالندھر نے آپ کی وفات کی خبر بار بار نشر کی۔ اور ہمدردی کا اظہار کیا۔ اسی طرح پریس نے بھی آپ کی وفات کی خبر شائع کی۔ بعض اخبارات کے اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-

"قادیانی لیڈر کی مرتیو"

بٹالہ ۲۲ جنوری۔ بھارت میں مرکزی احمدیہ تنظیم کے صدر حاجی مولوی عبدالرحمٰن صاحب کی پرسوں قادیان میں دل کا دورہ پڑنے سے مرتیو ہو گئی۔ ان کی عمر ۸۲ سال تھی۔ پنجاب کے مکھیہ منتری گیانی ذیل سنگھ نے ان کی مرتیو پر رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔"

(روزنامہ پرتاپ جالندھر ۲۳/۱)

(۲) "مولوی حاجی عبدالرحمٰن کا انتقال

بٹالہ ۲۱ جنوری (بذریعہ تار) بھارت کی احمدیہ آرگنائزیشن کے سنٹرل پریذیڈنٹ حاجی مولوی عبدالرحمٰن صاحب کل دل کا دورہ پڑنے سے قادیان میں وفات پا گئے۔ ان کی عمر ۸۲ سال کی تھی۔ ان کی نماز جنازہ کل قادیان میں ادا کی جائے گی۔"

(روزنامہ ہند سماچار ۲۲/۱)

دینی نصاب برائے مبلغین و معلمین کرام

جملہ مبلغینِ کرام و معلمین صاحبان کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ان کے دینی نصاب برائے سال ۵۶-۱۳۵۵ ہش (۷۷-۱۹۷۶ء) کا امتحان مؤرخہ ۱۷ شہادت ۱۳۵۶ ہش (۱۷ اپریل ۱۹۷۷ء) بروز اتوار ہوگا۔

نصاب میں "مسیح ہندوستان میں" (مکمل)، تالیف سیدنا حضرت مہدی علیہ السلام مقرر کی گئی ہے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

خدمتِ دین کو اک فضلِ الٰہی جانو!
اسکے بدلے میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو